REGD. N. P-57

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

۱۸ ہجرت ۱۳۴۶ ہش | ۷ صفر ۱۳۸۷ ہجری | ۱۸ مئی ۱۹۶۷ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۷ مئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۰ مئی کی رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طبیعت بھی اب بفضلہ تعالیٰ پہلے کی نسبت اچھی ہے آپ لاہور سے ربوہ واپس تشریف لے آنے والے ہیں۔ احباب محترم صاحبزادہ صاحب کی صحت کاملہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں

قادیان ۱۶ مئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔
— الحاج قریشی عطاء الرحمن صاحب نائب ناظر بیت المال دس پندرہ روز سے حبس البول اور درد گردہ کے عارضہ سے بیمار ہیں۔ محترم صاحبزادہ صاحب آپ کو آج دوسری بار امرتسر ماہر ڈاکٹر دل سے معائنہ اور طبی مشورہ حاصل کرنے کے لئے لے گئے ہیں۔
احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ قریشی صاحب موصوف کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

ٹیلی چری (کیرلا) میں

گیارہویں آل کیرلا احمدیہ کانفرنس کا کامیاب انعقاد

ٹیلی چری اور مضافات میں پُر وقار تبلیغی جدوجہد

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدرآباد

(بتوسط نظارت دعوت و تبلیغ قادیان)

سالہائے گذشتہ کی طرح امسال بھی جماعت ہائے احمدیہ صوبہ کیرلہ نے اپنی گیارھویں سالانہ کانفرنس نہایت شاندار اور اعلیٰ پیمانہ پر مورخہ ۲۲، ۲۳ اپریل ۶۷ء بمقام ٹیلی چری منعقد کی۔ یہ جگہ احمدیت کی مخالفت اور جماعت احمدیہ کے خلاف معاندانہ کارروائیوں میں ایک خاص مقام رکھتی ہے۔ احمدیت کے ابتدائی زمانہ میں بارہا احمدیت کے نام و نشان مٹانے کے لئے یہاں پر بہت کوشش کی گئی تھی۔ اس زمانہ میں احمدیوں کو نہایت تکلیف دہ زندگی گذارنی پڑی۔ اس وقت اس مقام میں صرف ایک ہی احمدی تھے۔ اُن کے انتقال کے وقت معاندین و مخالفین احمدیت نے میت کو میونسپلٹی کے جوہڑوں کے حوالہ کر کے اپنے ماتھے پر ایک مستقل بدنما داغ لگا لیا تھا۔

چند سال قبل یہاں سے ۱۸ میل شمال میں واقع کینانور سے گیارہ افراد پر مشتمل خدام الاحمدیہ کا ایک تبلیغی وفد یہاں آیا تھا اس پُر امن وفد کے خلاف اُس وقت سینکڑوں افراد نے منظم طور پر حملہ کیا اور ان سب کو بہت بری طرح مار پیٹ کر کے زخمی کیا۔ اور تمام کتابیں چھین کر پھاڑ ڈالیں۔ اور زمین پر بکھیر دیں۔ بالآخر پولیس نے مداخلت کر کے کئی حملہ آوروں کو گرفتار کیا اور ان پر مقدمہ چلا کر سزائیں دیں۔

الغرض اس جگہ کی فضا احمدیت کی مخالفت میں ہمیشہ مکدر رہی ہے۔ ایسی جگہ پر امسال سالانہ کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ فیصلہ کے مطابق ہفتوں پہلے کانفرنس کی تیاریاں شروع کی گئیں صوبہ کیرلہ کی تمام جماعتوں کو اطلاع دی گئی۔ تمام مشہور ملایالم و انگریزی اخبارات میں اعلان شائع کیا گیا۔ تمام صوبہ میں اس جلسہ کے متعلق بڑے بڑے پوسٹر لگوائے گئے اور چھوٹے چھوٹے اشتہارات ہزاروں کی تعداد میں شائع کر کے تقسیم کئے گئے۔ اور خوشنما دعوتی کارڈ چھپوا کر خاص خاص لوگوں کو بھیج دیئے گئے۔ غرضیکہ اس کانفرنس کی اطلاع تمام صوبہ میں وسیع پیمانہ پر کی گئی۔

نمایاں کامیابی جماعت صوبہ کیرلہ کی مرکزی تنظیم نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ کانفرنس سے دو روز قبل یعنی ۲۰، ۲۱ اپریل کو Telli Cherry اور مضافات میں نہایت وسیع پیمانہ پر تبلیغی مہم جاری کی جائے۔ چنانچہ اکثر جماعتوں نے اور مجالس اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ وغیرہ جماعت کی ذیلی تنظیموں نے ہزاروں کی تعداد میں مختلف عنوانوں پر ملایالم زبان میں لٹریچر شائع کئے۔ مقررہ دن مختلف جماعتوں کے ۱۰۰ کے قریب نہایت مستعد اطفال خدام اور انصار ٹیلی چری پہنچ گئے۔ اور ٹیلیچری اور اس کے مضافات میں میلوں میل تک مختلف گروہوں میں ایک تبلیغی جال بچھا دیا گیا۔ ہزاروں کی تعداد میں لٹریچر مفت اور قیمتاً تقسیم کیا گیا۔ دو دن میں تقریباً ساڑھے تین سو روپے کی کتابیں فروخت ہوئیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس موقعہ پر تمام مخالفین اور معاندین اس قدر مرعوب ہوئے کہ زبان حال سے انہیں کہنا پڑا کہ احمدیت دنیا میں مٹنے والی تحریک نہیں اور اُسے اپنی منہ کی پھونکوں سے بجھایا نہیں جا سکتا۔ یہ تبلیغی مہم اور نوجوانوں کی پُر خلوص سرگرمیاں دیکھ کر بعض لوگ بے ساختہ پکار اٹھے کہ ۔۔۔ سال کی آمد پر جماعت احمدیہ کی طرف سے کی گئی تبلیغی مہم کی یاد تازہ ہو گئی ہے! غرضیکہ ایک ایسے مقام پر جہاں احمدیت کا نام لینا موت کو دعوت دینے کے مترادف سمجھا جاتا تھا۔ نہایت کامیابی کے ساتھ کانفرنس کا انعقاد احمدیت کی صداقت اور جماعت کی عظیم الشان فتح کی دلیل ہے۔ دعا ہے کہ اس تبلیغی مہم میں شامل ہونے والے تمام بچوں جوانوں اور بوڑھوں کو خصوصاً مکرم جناب ابوٹی صاحب کو جو اس مہم کے نگران اعلیٰ تھے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اور ان کے ایمان و اخلاص میں برکت دے۔

نمائندے کانفرنس میں شمولیت اور تقاریر کے لئے خاص طور پر کلکتہ سے مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن صوبہ بنگال کو اور حیدرآباد سے خاکسار کو مدعو کیا گیا تھا۔ اور صوبہ کیرلہ کی مندرجہ ذیل جماعتوں سے کثیر تعداد میں احمدی احباب تشریف لائے۔

کالیکٹ، کوڈیتور، بڑاگرہ، کینانور، کوڈالی، کرولائی، پڑائی، چینگاڈی، مرکرہ، موگرال، پنجیشور، کبلہ، الانلور، منارگھاٹ، پینیم، آرڈاپورم، پیلاکر، کرناگاپلی، آدی ناڈ، اور پانگھاٹ ان جماعتوں کے علاوہ کئی مقامات سے جہاں باقاعدہ جماعتیں قائم نہیں احمدی احباب تشریف لے آئے۔ یہ بات خاص کر قابل ذکر ہے کہ پچھلے سال کی نسبت امسال حاضر ہونے والے احمدی احباب کی تعداد میں ایک سو بیس افراد کا اضافہ ہے۔

اس سال ایک خاص اہتمام یہ کیا گیا کہ ہر احمدی نمائندہ کو اس بات کا پابند کیا گیا کہ وہ کانفرنس کے دنوں میں التزام کے ساتھ Badge لگا کر باہر نکلے۔ خدا کے فضل سے اس اہتمام کا نہایت خوشکن اور اچھا اثر رہا۔ ٹیلیچری کے عوام جن کے

(باقی صفحہ ۹ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے ۔۔۔ آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ مدیر ۔۔۔

وقفِ عارضی کے تحت احبابِ جماعت کی دینی خدمات

اور

قادیان میں مجلس خدّام الاحمدیہ کا ایک تربیتی اجلاس

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان

تحریکِ وقفِ عارضی سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت میں بابرکت تحریک فرمائی ہے کہ ہر شخص کچھ نہ کچھ ایام خدمتِ سلسلہ اور تبلیغِ اسلام کے لئے وقف کرے تا کہ خدمت و اشاعتِ دین کے کام میں ہر ایک کو شامل ہونے کی توفیق ملے۔ یہ بابرکت تحریک وقفِ عارضی کے نام سے متعارف ہے۔ اس سے نہ صرف جماعت کی علمی، عملی اور تربیتی ترقی ہوگی۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ نفوس تک ہم خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہنچا سکیں گے۔

وقفِ عارضی کے تحت وفود مدرسہ احمدیہ قادیان کے سالانہ امتحان ختم ہونے پر جب مورخہ ۲۲؍ اپریل سے پندرہ یوم کی تعطیلات ہوئیں تو بعض طلباء اور اساتذہ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اپنی ان تعطیلات کو تبلیغِ اسلام کے لئے وقف کیا۔ چنانچہ مدرسہ احمدیہ کے دو اساتذہ مکرم بشیر احمد صاحب طاہر اور مکرم شبیر احمد صاحب ثاقب نظارت دعوت و تبلیغ کی ہدایت کے تحت مورخہ ۲۳؍ اپریل کو چمبہ پردیش کے لئے روانہ ہوئے۔ اور طلباء میں سے پانچ افراد پر مشتمل ایک گروپ مورخہ ۲۶؍ اپریل کو مالیرکوٹلہ کے لئے روانہ ہوا۔ اس گروپ کی امارت شیخ غلام نبی صاحب کشمیری کو سونپی گئی تھی۔ جن کے تحت محمد انعام صاحب غوری۔ حمید الدین صاحب شمس۔ منظور احمد صاحب یادگیری اور بی۔ ایم کریم احمد صاحب بنگلوری تھے۔

طلباء کا تیسرا گروپ مورخہ ۲۷؍ اپریل کو مکرم مولوی علی محمد صاحب مقدّاد درویش کی نگرانی میں قادیان سے جانب مشرق موضع دیال گڑھ اور دیگر دیہات کے لئے روانہ ہوا۔ اس گروپ میں [illegible] احمد صاحب۔ مجید احمد صاحب اور محمد [illegible] صاحب اڑیسوی شامل تھے۔ یہ تینوں وفود علی الترتیب ۵؍ مئی، ۹؍ مئی اور ۵؍ مئی کو واپس آئے۔

تربیتی اجلاس مجلس خدام الاحمدیہ قادیان نے خدام و اطفال نیز دیگر احبابِ جماعت کے افادہ کے لئے ان وفود کی واپسی پر مورخہ ۱۲؍ مئی ۱۹۶۷ء بروز جمعہ بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان کی صدارت میں تربیتی اجلاس کا انعقاد کیا۔ جس میں چمبہ (ہماچل پردیش) اور مالیرکوٹلہ (پنجاب) کے دلچسپ تبلیغی حالات سنائے گئے۔

اس اجلاس کا آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا جو عزیز نور الاسلام صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ نے کی۔ تلاوت کے بعد قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے عہد دہرایا پھر عزیز جاوید اقبال صاحب متعلم مولوی فاضل کلاس نے حضرت مصلح موعود کا کلام

”نونہالانِ جماعت سے خطاب“

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ بعد ازیں خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶؍ فروری ۱۹۴۵ء سے چند اقتباسات خدام سے متعلق پڑھ کر سنائے جن میں حضور نے تمام جماعت کو عموماً اور خدام الاحمدیہ کو خصوصاً سچائی اور دیانت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور ساتھ ہی حضور نے آئندہ نسلوں کی عمدہ رنگ میں تربیت کرنے کی طرف متوجہ فرمایا ہے تا کہ اسلام اور احمدیت کا عالمگیر غلبہ ہو تو اس وقت موجود نسل حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنے والی ہو۔ اور دنیا ہماری اس وقت کی نسلوں کے اخلاق دیکھ کر یہ کہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر سے دنیا کو شیطان کے قبضہ سے آزاد کرا دیا۔

چمبہ میں تبلیغ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے چمبہ میں تبلیغی مہم دینیات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ چمبہ میں ڈیڑھ صد مسلمان رہتے ہیں۔ لیکن اُن کی اخلاقی، معاشرتی و تمدنی اور مذہبی حالت دنیائے اسلام کے لئے ایک تازیانۂ عبرت ہے۔ کہنے کو تو مسلمان ہیں لیکن نہ بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کا انہیں علم ہے اور نہ اسلام کا۔ البتہ ہندوانہ عقائد سے وہ ضرور متاثر ہیں۔ فاضل مقرر نے بیان کیا کہ چونکہ ہمارا پروگرام صرف پندرہ یوم کا تھا اس لئے جس قدر ہم سے ہو سکا ان سب سے رابطہ قائم کر کے اسلامی عقائد انہیں سکھانے کی کوشش کی۔ چنانچہ نماز روزہ اور دیگر مسائل انہیں سمجھاتے رہے۔ نیز اس عرصہ میں درس قرآن جاری رکھا۔ گو احمدیت کی وہاں مخالفت عام جگہوں کی طرح ہی ہے لیکن ہمارے درس قرآن میں رفتہ رفتہ تیس افراد تک تعداد پہنچ گئی تھی۔ اس سلسلہ میں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ چمبہ میں ایک احمدی دوست مکرم مستری غلام رسول صاحب رہتے ہیں۔ اور اب ہمارے جانے کے نتیجہ میں ایک دوست مکرم عبد العزیز صاحب نے بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی ہے بڑے جوشیلے آدمی ہیں۔ جملہ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

مالیرکوٹلہ میں تبلیغ مالیرکوٹلہ جانے والے گروپ کے نمائندہ عزیزم محمد انعام غوری متعلم مولوی فاضل کلاس نے اپنے گروپ کی تبلیغی سرگرمیاں بیان کرتے ہوئے کہا کہ مالیرکوٹلہ پہنچنے کے بعد سب سے پہلے اور سب سے بڑی دقت جو ہمیں پیش آئی وہ رہائش کی تھی صبح سے لے کر گیارہ بجے تک باوجود تلاشِ بسیار کے ہمیں کسی سرائے وغیرہ میں جگہ نہ مل سکی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے بروقت ہماری امداد فرمائی اور ایک مخلص دوست مکرم محمد یٰسین صاحب بخشی نے اپنے پاس ہماری رہائش کا مفت انتظام کر دیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ ہمارا روزمرّہ کا تبلیغی پروگرام اس طرح ہوتا کہ دو گروپ بنا کر ہم مختلف سمتوں میں نکل جاتے اور ہر طبقہ سے ملتے اور انہیں لٹریچر بھی پہنچانے کی کوشش کرتے۔ عزیز موصوف نے بیان کیا کہ مسلمانوں کی حالت اس حد تک بگڑ چکی ہے کہ وہ یہ باور بھی نہیں کر سکتے کہ کچھ خدا کے بندے ایسے بھی ہیں جو بے لوث اسلام کی خدمت کے لئے نکل سکتے ہیں۔ چنانچہ جب ہم نے ایک مسلمان سے مل کر بات کرنا چاہی تو قبل اس کے کہ وہ کچھ بات کرتے فوراً انہوں نے کہا کہ آپ آگے مسجد میں جا کر حافظ صاحب کو جو پیش امام ہیں کے پاس بھیجوا دیں۔ وہ آپ کو چندہ جمع کر دیں گے ہم نے کہا شاید آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہم چندہ لینے کی غرض سے یہاں نہیں آئے۔ اس پر وہ بہت ہی متعجب ہوئے۔ انہوں نے کہا یہاں عام طور پر مسلمان تو اس لئے وفد کی صورت میں آتے ہیں

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

جلسہ یومِ خلافت

۲۸؍ مئی کو تمام جماعتیں پورے اہتمام سے جلسے منعقد کریں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیت کے مطابق جماعت احمدیہ کا مورخہ ۲۷؍ مئی ۱۹۰۸ء کو خلافت پر اجماع ہوا۔ نبوت کے بعد خلافت خدا تعالیٰ کی طرف سے سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس نعمت کی اہمیت کو واضح کرنے اور شکرانہ کے لئے جماعتوں میں ہر سال اسی تاریخ کو جلسہ کیا جاتا ہے۔ امسال اس جلسہ کی تاریخ ۲۸؍ مئی مقرر کی جاتی ہے۔ یہ اتوار کا دن ہے اور اکثر ملازم پیشہ اور کاروباری احباب کو اس روز فراغت ہوتی ہے۔ جملہ جماعتہائے احمدیہ سے درخواست ہے کہ پورے اہتمام کے ساتھ اس روز جلسے منعقد کریں اور احبابِ جماعت سو فیصدی ان جلسوں میں شریک ہوں۔ سوائے صحیح عذر کے کسی بھائی اور بہن کو جلسہ کی برکات میں حصہ لینے سے محروم نہیں رہنا چاہئے۔ امراء، پریذیڈنٹ صاحبان اور سیکرٹریان دعوت و تبلیغ و تربیت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس جلسہ کو پورے طور پر کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔ جلسہ کے بعد ایک ہفتہ کے اندر اندر رپورٹیں نظارت دعوۃ و تبلیغ میں پہنچ جانی چاہئیں۔ اس جلسہ کے لئے مندرجہ ذیل مضامین بالخصوص رکھے جائیں۔

۱۔ خلافت کا مقام اور اس کی اہمیت۔ ۲۔ برکات خلافت۔ ۳۔ خلافتِ احمدیہ اور ہماری ذمہ داریاں۔ ۴۔ خلیفۂ وقت کی تحریکات۔ ۵۔ احمدیت میں خلافتِ ثالثہ کی خصوصیات۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

خطبہ جمعہ

تمام اقوام عالم کے دینی اور دنیوی فوائد کے ساتھ وابستہ کر دیئے گئے ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ذریعہ وُضِعَ لِلنَّاسِ کا وعدہ الٰہی اپنی پوری شان کے ساتھ پورا ہوا

قرآنی تعلیمات کے کمالات خاصہ اُمّت کے استعدادی کمالات پر شاہد ہیں

از سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۱ اپریل ۱۹۶۷ء بمقام ربوہ

مرتبہ: مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۚ فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ ...

(آل عمران آیت ۹۷-۹۸)

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھِیْمَ مُصَلًّی ؕ وَعَھِدْنَاۤ اِلٰۤی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَھِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ ﴿﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَھْلَہٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْھُمْ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ کَفَرَ فَاُمَتِّعُہٗ قَلِیْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّہٗۤ اِلٰی عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿﴾ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا ۚ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ ؕ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ﴿﴾

(البقرہ رکوع ۱۵)

میں نے گزشتہ دو خطبات میں بتایا تھا کہ ان آیات میں جو میں نے ان خطبات سے پہلے بھی تلاوت کی تھیں اور آج بھی تلاوت کی ہیں ....

.... اللہ تعالیٰ نے ایسے

تئیس مقاصد کا ذکر کیا ہے

جن کا تعلق بیت اللہ سے ہے اور جن مقاصد کا حصول بعثت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے اور اگرچہ یہ سب وعدے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قریباً اڑھائی ہزار سال پہلے دیئے گئے تھے لیکن یہ باتیں یہ وعدے اور پیشگوئیاں حقیقی طور پر اس وقت پوری ہوئیں اور یہ سب مقاصد اس وقت حاصل ہوئے جس وقت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم دنیا کی طرف مبعوث ہوئے اور قرآن کریم کی شریعت آسمان سے نازل ہوئی۔

بیت اللہ کے قیام کی پہلی غرض

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جیسا کہ میں نے اپنے پہلے ایک خطبہ میں بیان کیا تھا یہ بتائی ہے کہ

وُضِعَ لِلنَّاسِ

یہ اللہ کا گھر اس لئے از سر نو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ سے تعمیر کروایا جا رہا ہے کہ تمام اقوام عالم کے دینی اور دنیوی فوائد اس بیت اللہ سے وابستہ کر دیئے جائیں اور ظاہر ہے کہ یہ اڑھائی ہزار سالہ زمانہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے درمیان گزرا، اس زمانہ میں یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ بیت اللہ سے تمام اقوام عالم دینی فوائد حاصل کر رہی ہیں۔ بہت سی قومیں اس وقت ایسی بھی تھیں جو بیت اللہ یا مکہ کے جغرافیہ سے بھی واقف نہیں تھیں۔ اکثر اقوام عالم وہ تھیں کہ جن کے دلوں میں بیت اللہ کی کوئی محبت نہ تھی۔ وہ اس کی طرف کھنچے ہوئے نہیں آتے تھے۔ ان کی نگاہ میں اس کی کوئی عزت اور احترام نہیں تھا۔ اور انہیں یہ یقین نہیں تھا کہ بیت اللہ سے بعض ایسی برکات اور فیوض بھی وابستہ ہیں کہ اگر ہم ان کو جانیں اور پہچانیں تو ہم ان برکات اور فیوض سے حصہ لے سکتے ہیں لیکن

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا

تو یہی گھر جسے دنیا بھول چکی تھی دنیا نے اس کو پہچان لیا اور اس کی برکات کو جان لیا اور دنیا کے دل میں اکناف عالم میں بسنے والی اقوام کے سینہ میں اس کی محبت پیدا ہو گئی اور وہ تمام وعدے پورے ہونے لگے جو حضرت ابراہیم کے رب نے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رب نے اور ہمارے رب نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کئے تھے۔

اب میں یہ بتاؤں گا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ وعدہ (وُضِعَ لِلنَّاسِ کا) کس طرح اور کس شکل میں پورا ہوا۔ ظاہر ہے کہ چونکہ وعدہ تمام اقوام کے لئے تھا اور وعدہ یہ تھا کہ بنی نوع انسان تک یہ برکت حاصل کریں گے اور عقلاً یہ ممکن نہیں کہ شریعت کاملہ کے نزول کے بغیر ایسا ہوا اس لئے قرآن کریم کی کامل شریعت کا نزول اس وعدہ کے پورا ہونے سے قبل ضروری تھا۔ قرآن کا یہ دعویٰ ہے کہ

ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛ فِیْہِ

(البقرہ)

یہ قرآن ایک کامل اور مکمل شریعت ہے اور اس دعویٰ کے دلائل قرآن کریم نے یہ دیئے کہ لَا رَیْبَ فِیْہِ۔ ریب کے چار معنی جو بیان ہوتے ہیں۔ ان کی رو سے یہاں ہمارے سامنے چار دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ واقعہ میں یہ قرآن۔ یہ کتاب ہر لحاظ سے مکمل کامل اور اکمل اور اتم ہے

ریب کے ایک معنے

کی رو سے قرآن کریم کی تعریف یہ نکلتی ہے کہ انسان کی روحانی اور جسمانی اور معاشرتی اور اخلاقی اور اقتصادی اور سیاسی ضرورتوں کو پورا کرنے والی صرف یہی ایک کامل کتاب ہے اور یہی ایک کامل کتاب ہے جو فطرت انسانی کے سب حقیقی تقاضوں کو پورا کرتی ہے کیونکہ یہ اپنے ذاتی کمالات اور فضائل اور بے نظیر تعلیمات کے ساتھ اپنی ضرورت اور صداقت کو ثابت کرتی ہے۔ اگر میں اس دلیل کو بحیثیت ایک دعویٰ قرار دے کر اس کے دلائل بیان کرنے لگوں تو اس ایک دلیل پر ہی بڑا وقت خرچ ہو جاتا ہے قرآن کریم کو ایک حد تک سمجھنے والے بھی یہ جانتے ہیں کہ قرآن کریم کے دلائل اور فضائل اور بے نظیر تعلیمات اس قسم کی ہیں کہ جو تمام پہلی کتب پر اس کو افضل ثابت کرتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب بنی اسرائیل کی الہامی کتب کے متعلق یہ سوال کیا گیا کہ ان کے ہوتے ہوئے قرآن کریم کا نام نہ لو وہ تو بہت وسیع کتاب ہے۔ بڑے بڑے علوم اس کے اندر پائے جاتے ہیں۔ اس کے شروع میں سورۃ فاتحہ ہے سورۃ فاتحہ میں جو معارف اور حقانی دلائل بیان ہوئے ہیں۔ ان معارف اور دلائل کے مقابلہ پر اپنی تمام روحانی کتب سے اگر تم وہ دلائل اور معارف نکال کر دکھا دو تو ہم سمجھیں گے کہ تمہاری کتابیں قرآن کریم کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔ اس دعوت ...

مقابلہ پر ایک لمبا زمانہ گزر چکا ہے۔ اور کیتھولک ازم میں کئی پوپ یکے بعد دیگرے پیدا ہوئے اور کیتھولک چرچ کی سربراہی انہیں حاصل ہوئی۔ اسی طرح دوسرے فرقے تھے عیسائیوں کے۔ ان میں سے کسی ایک کے سربراہ کو بھی یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ سورۃ فاتحہ کے مقابلہ میں اپنی کتب سماوی سے اس قسم کے دلائل نکال کر پیش کر سکے، جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ تھا کہ ہم اس سورۃ سے نکال کر تمہارے سامنے رکھیں گے

پس کُتُبٌ قَيِّمَةٌ کے ایک معنی یہ ہیں کہ وہ کتاب جو اپنے ذاتی کمالات اور فضائل اور بے نظیر تعلیمات کے ساتھ اپنی ضرورت اور صداقت کو ثابت کر سکتی ہے اور جب آپ سے سوال کیا گیا کہ قرآن کریم کی ضرورت کیا ہے تو اس کا جو جواب دیا گیا اور اس جواب میں جس دعوت فیصلہ کی طرف بلایا گیا اس کو آج تک عیسائی فرقوں کے سربراہوں نے قبول نہیں کیا اور اس سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ وہ سورۃ فاتحہ کے مضامین کے مقابلہ میں اپنی کتب سماوی کے مضامین کو پیش نہیں کر سکتے

الکتاب کامل کتاب ہونے کی دوسری دلیل

کُتُبٌ قَيِّمَةٌ میں اللہ تعالیٰ نے یہ دلیل دی ہے کہ قرآنی تعلیم انسان کو ظن اور گمان کے بے آب و گیاہ ویرانوں سے اٹھا کر دلائل اور آیات بینات کے ساتھ یقین کی رفعتوں تک پہنچاتی ہے اور یہ خوبی ہمیشہ اس میں قائم رہے گی کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے محفوظ کیا ہوا ہے۔ قَيِّمَةٌ کے ایک معنی کے لحاظ سے یہ مفہوم بھی پایا جاتا ہے کہ یہ کتاب خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔ شیطانی دخل اس میں راہ نہیں پا سکتا۔ اس لئے اس کا جو اثر انسان کی روح پر آج پڑ رہا ہے۔ وہی اثر اس کا قیامت تک انسان کی روح پر پڑتا چلا جائے گا۔ اس لئے یہ الکتاب ایک کامل کتاب ہے۔ کُتُبٌ قَيِّمَةٌ کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ کوئی ایسی ہدایت اور صداقت جو ایک کامل کتاب میں ہونی چاہئے وہ اس سے باہر نہیں رہی۔ اس کے متعلق بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متعدد مقامات پر غیر ادیان کو فیصلہ کی طرف بلایا ہے۔ مثلاً آپ نے فرمایا کہ ہستی باری تعالیٰ کے متعلق کوئی ایسی سچی اور حقیقی دلیل تم اپنی کتابوں سے نکال کر دکھا دو جو میں قرآن کریم سے نکال کر نہ دکھا سکوں۔ پس ہر وہ صداقت جس کا کوئی دوسری کتاب دعویٰ کر سکتی ہے وہ اس کے اندر پائی جاتی ہے۔ اور بہت سی ایسی صداقتیں بھی اس میں پائی جاتی ہیں جو دوسری کتابوں میں نہیں پائی جاتیں۔ اس لئے یہ الکتاب ایک کامل کتاب ہے

کُتُبٌ قَيِّمَةٌ کے چوتھے معنی کی رو سے یہاں یہ دلیل دی گئی ہے کہ اس پر عمل کر کے تو دیکھو تم ہر قسم کے مصائب اور آفات سے محفوظ ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جاؤ گے پھر دنیا کی کوئی طاقت یا دنیا کی کوئی سازش تمہارا حقیقی اور واقعی نقصان نہیں کر سکتی۔ نقصان تو وہ ہوتا ہے جو حقیقۃً ضائع ہو جائے لیکن اگر کسی بچے کے پانچ روپے گم ہو جائیں اور اس کا والد اس کو کہے کہ پانچ روپے گئے تو تمہارے پانچ روپے کے بدلہ میں میں دیتا ہوں اور یہ دس روپے اس تشویش کے بدلہ میں ہیں جو تم کو اٹھانی پڑی ہے اور اس طرح وہی پندرہ مل جائیں تو دنیا کا کوئی عقلمند یہ نہیں کہے گا کہ اس کا پانچ روپے کا نقصان ہو گیا ہے جبکہ اس کے بدلہ میں اس کو پندرہ روپے مل گئے ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ دعوے کیا کہ تم اس پر عمل کر کے کسی نقصان یا مصیبت میں نہیں پڑو گے۔ یہ نہیں کہا کہ تمہیں کوئی دکھ نہیں دے سکے گا۔ کیونکہ ایک مومن کو

خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں

دینی پڑتی ہیں لیکن حقیقی مومن اس چیز کو جسے دنیا تکلیف سمجھتی ہے اپنے لئے راحت سمجھتا ہے اور اس کا خدا اور اس کا رب اور وہ جو اس کا مالک ہے اور جس کی خاطر وہ یہ تکلیف برداشت کر رہا ہوتا ہے اس کے سرور کے اس کی مسرت کے اور اس کے آرام کے ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ دکھ دینے والے نے مجھے تھوڑا دکھ دیا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ اگر وہ اس سے زیادہ دکھ دیتا تو میرے رب کا مجھے اس سے بھی زیادہ پیار حاصل ہو جاتا۔ تو چونکہ یہ ایسی کتاب ہے جس پر عمل کرنے والا حقیقی مومن کبھی بھی گھاٹے میں نہیں رہتا اور اس کے مقابلہ میں جو دوسری کتب ہیں ان کا یہ حال نہیں اس لئے یہ ثابت ہوا کہ یہی کتاب الکتاب ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ نساء میں فرمایا کہ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ (النساء ع ۲۳)

اے تمام بنی نوع انسان سنو کہ ایک کامل رسول کامل صداقت لے کر تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس پہنچ چکا ہے۔ تمہارا رب جس نے تمہیں ایک خاص مقصد کے لئے پیدا کیا تھا نشو و نما اور ارتقاء کے مختلف مدارج میں سے تمہیں گزارتا ہوا وہ اس مقام پر تمہیں لے آیا ہے کہ اپنی کامل جنتوں میں تمہیں داخل کرے۔ سنو کہ یہ رسول آ گیا فَاٰمِنُوْا جو وہ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ۔ زبان سے بھی دل سے بھی اور نیز اپنے جوارح سے بھی تم اسے مانو اور اس کی تعلیم پر عمل کرو۔ اگر تم اس کامل رسول پر ایمان لاؤ گے اور جو اکمل شریعت ہے اس کے مطابق تم اپنی زندگیاں گزارو گے تو

خیر امت بن جاؤ گے

اور جب تم خیر امت بنو گے اور صرف اس وقت جب تم خیر امت بنو گے تو تم اس قابل ہو گے کہ تمام بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاؤ۔ تمہارے ذریعہ سے تمام اقوام اور ہر زمانہ کے لوگ دینی اور دنیوی فوائد حاصل کریں گے جب تک تم اس مقام کو نہیں پاتے ساری دنیا اور دنیا کے ہر حصہ میں بسنے والی اقوام تم سے فائدہ نہیں اٹھا سکتیں اور جب تک تم سے ساری اقوام عالم فائدہ نہ اٹھا سکیں اس وقت تک نہیں کہا جا سکے گا کہ تم کو (اخرجت للناس) تمام دنیا کی بھلائی کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور جب تک تمہارے متعلق یہ نہیں کہا جا سکے گا کہ تمہیں تمام دنیا کی بھلائی کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس وقت تک وہ وعدہ نہیں پورا ہو گا کہ

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ

اس واسطے اٰمِنُوْا تم اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے قرآنی شریعت پر ایمان لاؤ اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالو تم خیر امت بن جاؤ گے۔

پس نزول قرآن کے ذریعہ "وُضِعَ لِلنَّاسِ" کا مقصد حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران میں فرماتا ہے کہ

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ (آل عمران ع ۱۲) اس آیت میں دراصل یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ ایک ایسی پیشگوئی اور وعدہ کے مطابق امت محمدیہ بنی نوع انسان کے لئے پیدا کر دی گئی ہے اور ایک امت ایسی تیار ہو چکی ہے جو اخرجت للناس ہے۔ وہ تمام بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اور اس کی دلیل یہاں یہ دی ہے کہ یہ خیر امت ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ اخرجت للناس ہے تمام دنیا کی بھلائی کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے اور یہ دلیل یوں ہے کہ اگر آپ تمام دنیا کی شریعتوں پر غور کریں تو

آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے

کہ تمام شریعتیں اس قوم کی استعداد کے مطابق نازل ہوتی رہی ہیں جس قوم کی طرف ان کو نازل کیا جاتا رہا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی طرف جو شریعت بھیجی گئی اس شریعت سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی روحانی استعدادیں اور صلاحیتیں کیا تھیں۔ جو شریعت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف نازل ہوئی اس سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کی روحانی صلاحیتیں اور استعدادیں کیا تھیں باقی سارے انبیاء کی قوموں کا بھی یہی حال تھا ہر حال اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو شریعت بھی جس قوم کی طرف نازل کی جاتی ہے وہ اس قوم کی روحانی صلاحیتوں اور استعدادوں کو مد نظر رکھ کر نازل کی جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی فرد یا کسی قوم پر وہ بوجھ نہیں ڈالتا جس کو وہ برداشت نہ کر سکے۔

دوسری حقیقت

جو بڑی واضح ہے وہ یہ ہے کہ قرآنی شریعت پہلی تمام شریعتوں کے مقابلہ میں اکمل اور اتم اور کامل و مکمل ہے۔ اگر آپ پہلی شرائع کے احکام (اوامر و نواہی) کو قرآن کریم کے احکام کے مقابلہ پر رکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ قرآن کریم میں چھ سات صد سے زائد احکام (اوامر و نواہی) اس امت کے لئے نازل کئے گئے ہیں ان کے مقابلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر معدودے چند احکام کا نزول ہوا۔ پھر سینکڑوں ایسے احکام قرآنیہ ہیں جو پہلی کسی شریعت میں بھی ہمیں نظر نہیں آتے اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پہلی شرائع کے احکام (اوامر و نواہی) محدود تھے بوجہ اس کے اس قوم کی استعدادیں محدود تھیں جس کی طرف انہیں نازل کیا گیا تھا اور قرآن کریم کا ایک کامل اور مکمل شریعت ہونا یہ ثابت

کرتا ہے کہ بنی نوع انسان اس زمانہ میں جب قرآن کریم نازل ہوا کامل روحانی استعدادوں کے حامل تھے ورنہ قرآن کریم اللہ کی طرف نازل نہ ہوتا۔
پس

قرآنی تعلیمات کے کمالاتِ خاصہ

اس امت کے استعدادی کمالات پر شاہد ہیں۔ قرآن کریم کی تعلیم کے جو کمالات ہیں اور ان کی جو وسعت ہے اور اس کی جو شان ہے اس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ قرآن کے مخاطب اپنی استعدادوں میں پہلی تمام امتوں سے بڑھے ہوئے ہیں ورنہ وہ قرآن کریم کے حامل نہیں ہو سکتے تھے پس قرآن کریم کے مخاطب اپنی صلاحیتوں اور استعدادوں میں پہلی سب امتوں سے افضل اور برتر اور بزرگ تر ہیں۔ اور پھر جب یہ استعدادیں اور صلاحیتیں قرآنی تعلیم کی تربیت کے نیچے آئیں تو روح القدس کی معرفت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں اور آپ کی متابعت کی برکت سے روحانی وجود پیدا ہوئے جو اپنی ہیئت اور کیفیت اور صورت اور حالت میں تمام پہلے انبیاء کے روحانی بچوں سے اکمل اور اتم ٹھہرے۔ اور جب تک یہ خیر امت پیدا نہ ہو جاتی کہ پہلی امت اس کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکتی اور یہ سب سے آگے نہ نکل جاتی اور آئندہ کوئی ایسی امت پیدا نہ ہو سکتی جو اس سے آگے بڑھ جاتی یعنی وہ اپنے عروج اور کمال کو پہنچی ہوئی ہو اس وقت تک اخرجت للناس کا وعدہ پورا نہیں ہوتا تھا کیونکہ ناقص شریعت کے نتیجہ میں اور ناقص تربیت سے یہ امید نہیں رکھی جا سکتی کہ وہ تمام اکناف عالم کو فائدہ پہنچانے والی ہو۔ غرض افاضۂ خیر میں نہ کسی امت نے آج تک اُمتِ مسلمہ کا مقابلہ کیا اور نہ کوئی ایسی امت قیامت تک پیدا ہو سکتی ہے جو اُمتِ مسلمہ کے مقابلہ میں آئے پس اللہ تعالےٰ نے یہاں فرمایا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس اسی ابراہیمی وعدہ کے مطابق تمہیں للناس پیدا کیا گیا ہے

تمام دُنیا تم سے فیوض حاصل کریگی

تم سے برکات پائے گی اور دلیل اس کی یہ ہے کہ تم خیر امت ہو۔ ہر دو لحاظ سے استعداد کے لحاظ سے بھی اور تربیت کے نتیجہ میں جو رنگ اسوۂ رسول اور اخلاق حسنہ کا تم نے اپنے اوپر چڑھایا ہے اس کے لحاظ سے بھی۔ اور تم ہی وہ ہو سکتے ہو جن سے ساری دُنیا فائدہ اُٹھا سکے پس تمہارا خیر اُمت ہو جانا تمہاری صلاحیتوں اور استعدادوں کا اپنے کمال تک پہنچ جانا یہ بتاتا ہے کہ وہ وعدہ پورا ہو گیا کہ وضع للناس تمام اقوام عالم کے فائدہ اور بہبود کے لئے کھڑا کیا جانا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ ان تمام بنی نوع انسان کو صرف اسی صورت میں فائدہ پہنچا سکتا ہے جب وہ تمام بنی نوع انسان کو اخوت اور مساوات کے مقام پر لا کھڑا کرے اور کسی امتیاز یا تفریق کو جائز نہ سمجھے۔ چنانچہ وہ تمام باتیں جو انسانی عزت اور احترام کو قائم کرنے والی تھیں وہ اُمتِ مسلمہ کی شریعت میں قرآن کریم یا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ یا احادیث میں پائی جاتی ہیں۔ اسلام نے انسان کے درمیان ہر امتیاز اور ہر تفریق کو مٹا کر رکھ دیا ہے۔ اور اس طرح ہر انسان کی عزت اور توقیر کو قائم کیا ہے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو خطبہ دیا اس میں آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اَلا ہوشیار ہو جاؤ اور کان کھول کر سنو کہ تمہارا رب ایک ہے وہ ایک ذات ہے جس کی ربوبیت کے نتیجہ میں تمام اقوام مختلف فاصلے طے کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچ گئی ہیں کہ ان تمام اقوام کی روحانی اور اخلاقی استعدادیں اور صلاحیتیں ایک جیسی ہو گئی ہیں اور اب وہ آخری شریعت کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو گئی ہیں۔ تمہارا پیدا کرنے والا ایک ہے اس نے تمہاری جسمانی اور روحانی استعدادوں کو ایک جیسا پیدا کیا ہے۔ قوم قوم میں اس نے فرق نہیں کیا۔ یہ صحیح ہے کہ افراد کا اپنا اپنا ایک ترقی کا دائرہ ہوتا ہے۔ لیکن قوم قوم میں کوئی تفریق نہیں کی جا سکتی یہ نہیں کہ ایک قوم ذلیل یا حقیر ہے یا اس کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ وہ جسمانی یا ذہنی یا علمی یا اخلاقی یا معاشرتی یا اقتصادی ترقی نہیں کر سکتی پس فرمایا کہ ہوشیار ہو جاؤ کان کھول کر سنو کہ تمہارا رب جس نے پیدا کیا۔ جس نے تمہارے قویٰ کو پیدا کیا۔ جس نے تمہاری صلاحیتوں کو پیدا کیا۔ جس نے تمہاری استعدادوں کو پیدا کیا پھر ان کی ربوبیت کی اور ارتقاء کے مدارج میں سے تم کو گزارا اور تمہاری نشوونما کو کمال تک پہنچایا۔ وہ پاک ذات واحد ہے ایک ہے اور تم یہ بھی یاد رکھو کہ تمہارا باپ بھی ایک ہے یعنی

تم سب آدم کی نسل سے ہو

غرض تمہارا رب پیدا کرنے والا ایک ہے تمہارا باپ آدم ایک ہے۔ اگر تم مختلف باپوں کی اولاد ہوتے تو تم کہتے ہم نے اپنے اپنے باپوں سے ورثہ حاصل کیا ہے اور ہمارا باپ بزرگ تر اور برتر تھا۔ اس کے ورثہ میں ہمیں از خود برتر رتبہ مل گیا ہے مگر ایسا کہنا درست نہیں کیونکہ باپ ایک ہے۔ پھر اگر مختلف خدا ہوتے رب ہوتے تو کوئی قوم کہہ سکتی تھی کہ جس رب نے ہمیں پیدا کیا ہے وہ زیادہ طاقت ور زیادہ عالم اور زیادہ قادر اور زیادہ شفقت کرنے والا اور زیادہ رحم کرنے والا تھا اُس نے ہمیں زیادہ دیا ان کا پیدا کرنے والا رب علم میں زیادہ نہیں تھا۔ اس کی قدرت زیادہ نہ تھی۔ جو ہمارے رب نے ہم سے کی اس لئے ان کو کم چیزیں ملی ہیں اس لئے یہ اس لحاظ سے کم تر ہو گئے ہیں۔ مگر جب تمہارا رب ایک، جب تمہارا باپ ایک تو

تمہیں یہ جان لینا چاہیئے

کہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے کسی سیاہ کو سرخ رنگ والے پر کوئی فضیلت حاصل ہے اور نہ کسی سرخ رنگ والے کو سیاہ فام پر کوئی فضیلت حاصل ہے۔ اور ایک اور جگہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ نہ کسی سرخ رنگ والے کو کسی سفید فام پر کوئی فضیلت حاصل ہے اور نہ کسی سفید فام کو سرخ رنگ والے پر کوئی فضیلت حاصل ہے۔ فضیلت کا معیار تمہارے رب کی نگاہ میں اور ان استعدادوں کے نتیجہ میں جو تمہارے اندر اس نے پیدا کی ہیں ایک ہی ہے اور وہ ہے تقویٰ۔ خدا تعالےٰ کی نگاہ میں بزرگ تر وہ ہے جو زیادہ متقی ہے لیکن خدا تعالےٰ کی نگاہ کا تو تمہیں پتہ نہیں۔
لا تزکّوا انفسکم ھو اعلم بمن اتّقیٰ۔ (النجم)
جب بزرگی کا انحصار اللہ تعالےٰ کی نگاہ پر ہوا اور ہمیں اس نگاہ کا پتہ نہیں کہ وہ پیار کی ہے یا غضب کی ہے تو پھر ایک دوسرے پر بزرگی نہ جتلایا کرو یہ ایک مثال ہے جو ہمیں نے دی ہے ورنہ اسلامی تعلیم ایسے احکام اور تعلیمات سے بھری پڑی ہے مثلاً اقتصادی لحاظ سے اسلام کسی کی برتری کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ امیر کو کہتا ہے کہ جب تک غربت قائم ہے تیرا تیرے مال پر کوئی حق نہیں جیسے فرمایا:۔
وفی اموالھم حقٌّ للسّائل و المحروم۔
میرے نزدیک

اس آیت کے یہ معنی ہیں

کہ جب تک اضطراری ضروریاتِ زندگی ہر فرد قوم کو نہیں مل جاتیں کسی مالدار کا اپنے مال پر حق باقی نہیں رہتا۔ جب ضروریاتِ زندگی پوری ہو جائیں پھر جو باقی بچتا ہے وہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے اُسے جائز راہوں پر خرچ کرنے سے اسلام نہیں روکتا لیکن اگر ہمسایہ بھوکا ہو اور تم پانچ یا سات کھانے کھاؤ تو اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ پس کسی لحاظ سے بھی کسی قوم کو بحیثیت قوم کسی دوسری قوم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ مثلاً علم کے میدان میں سب دماغ ایک جیسے ہیں ہر قوم میں بڑے اچھی صلاحیت والے اور جینیس (GENIUS) قسم کے دماغ بھی ہیں اور ہر قوم میں دماغی لحاظ سے خر دماغ بھی ہیں ان کی اپنی اپنی صلاحیتیں ہیں لیکن یہ بات غلط ہے کہ کوئی قوم ساری کی ساری علم کے میدان میں خر دماغ ہو اور ایک دوسری قوم ساری کی ساری علم کے میدان میں جینیس (GENIUS) ہو۔ یہ صحیح ہے کہ جو حاکم قومیں ہیں وہ اپنے گدھوں کو بھی رفعت کے مقام پر لے جاتی ہیں۔ مثلاً میرے ساتھ ایک طالب علم آکسفورڈ میں پڑھا کرتا تھا

وہاں طریق یہ ہے

کہ جو طالب علم پڑھائی میں چل نہ سکے اس کا روپیہ ضائع نہیں کرتے بلکہ ایک ٹرم کے بعد جب وہ اپنے گھر جاتا ہے اور اس ٹرم کا نتیجہ نکلتا ہے تو اُسے گھر میں خط بھیج دیتے ہیں کہ تمہیں واپس تشریف لانے کی ضرورت نہیں تم وہیں کام کرو۔ انگریزی میں اسے کہتے ہیں SENT HOME گھر بھیج دیا گیا۔ اتفاقاً میرے گروپ کا ایک لڑکا دوسری ٹرم میں واپس نہ آیا۔ مجھے اس وقت ان کے طریق کا علم نہیں تھا۔ اس لئے میں نے دوستوں سے پوچھا کہ فلاں طالب علم کیوں نہیں آیا کیونکہ مجھے یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ بعض موتیں بھی ہو جاتی ہیں اور

پھر بنا فسادات بھی ہو جاتے ہیں پتہ نہیں کیا بات ہے کہ وہ لڑکا واپس نہیں آیا۔ تو مجھے ایک دوست نے بتایا کہ وہ ent Home سے اس کو انہوں نے فارغ کر دیا ہے۔ ۱۹۴۲ء میں جب میں دہلی گیا تو پلیٹ فارم پر اتفاقاً ایک شخص پر نظر پڑی تو معلوم ہوا کہ یہ وہی لڑکا ہے۔ وہ اس وقت انگریزی حکومت کا ایک بڑا افسر تھا اس نے مجھے پہچان لیا اور میں نے اس کو پہچان لیا۔ ہم ایک دوسرے سے ملے میں نے دل میں کہا کہ چونکہ اس قوم کو دنیوی اقتدار حاصل ہے اس لئے یہ ہمارے ملک کے محاورہ کے مطابق گدھوں کو بھی افسر بنا دیتے ہیں۔ اور وہ خود بھی ہمارے اوپر۔ غرض ہر قوم میں اچھے دماغ بھی ہیں اور بُرے دماغ بھی ہیں۔ کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس میں آپ کو یہ چیز نہ ملے۔ کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس کے سارے دماغ بُرے ہوں۔ اچھے اوسط درجہ کے اور بُرے سب ہی ہر قوم میں پائے جاتے ہیں۔ غرض اسلام اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی امتیاز رکھا جائے بلکہ وہ مساوات قائم کرتا ہے۔ مثلاً تعلیم کے میدان میں دیکھو اسلام علم سیکھنے پر بہت زور دے رہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جتنا علم کوئی سیکھ سکے جتنی جتنی کسی کے اندر صلاحیت اور استعداد ہو اس کو علم سکھانا چاہیئے۔ اور اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ کوئی تھرڈ کلاس لڑکا جو رعایتی پاس ہونے والا ہو اس کو وظیفہ نہیں دینا چاہیئے کیونکہ وہ ضیاع ہے لیکن جو ہوشیار طالب علم ہے اس کے دماغ کو ضائع کرنا اللہ تعالیٰ کی ناشکری اور قوم کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔ غرض اسلام نے

انسان انسان میں مساوات

کو اور اس کے بعد اخوت کو قائم کر دیا ہے اس نے دل سے سارے کینوں اور بغضوں کو نکال کے باہر پھینک دیا ہے اور اس نے کہا ہے تم بھائی بھائی کی طرح ایک دوسرے سے پیار کرو اور پھر اپنی بنیادی تعلیم کو تین بڑے ستونوں پر قائم کیا ہے اور وہ تین ستون عدل، احسان اور ایتاء ذی القربیٰ ہیں۔ ہر وہ قوم جو بین الاقوامی جو یا دوسرے اندرونی تعلقات ہیں جو بین الاقوامی ہوں وہ اگر عدل کے اصول پر قائم ہوں اور اس سے بڑھ کر احسان کے اصول پر قائم ہوں اور پھر اس سے بھی بڑھ کر ایتاء ذی القربیٰ کے اصول پر قائم ہوں تو آج دنیا کے سارے فسادات مٹ جاتے ہیں اور دنیا ایک دوسرے سے فائدہ اٹھانے لگتی ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ یہ سوچتی رہے کہ ہم دوسروں کو کس طرح نقصان پہنچا سکتے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے یہ بنیادی حکم دے کر ہمیں بتایا ہے کہ تم میں سے بعض طبائع عدل سے آگے نہیں نکل سکیں گی۔ انہیں ہم کہتے ہیں کہ عدل کے مقام کو چھوڑ کر نیچے نہ گرنا ورنہ تم مسلمان نہیں رہو گے۔ بعض طبائع ایسی ہوں گی جو عدل کے مقام سے اوپر پرواز کریں گی اور احسان کے مقام پر پہنچ جائیں گی لیکن اس سے آگے نہیں جا سکیں گی ان کو ہم کہتے ہیں کہ اگر تم نے احسان کے مقام کو چھوڑ دیا۔ اور باوجود اپنی استعداد کے تم گر کر عدل کے مقام پر آ گئے تو یاد رکھو تم اللہ تعالیٰ کی بہت سی ایسی نعمتوں سے محروم ہو جاؤ گے کہ جو تم اس مقام پر قائم رہتے ہوئے حاصل کر سکتے تھے۔ اور یہ کوئی معمولی خسران نہیں ہے۔ بلکہ یہ بہت بڑا خسارہ ہے۔ پھر تم میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو ان ہر دو مقام سے اوپر ہو کر ایتاء ذی القربیٰ کے مقام پر پہنچ جاتے ہیں اور پہنچ سکتے ہیں۔ ان کو ہم کہتے ہیں کہ تم احسان کے مقام پر راضی نہ ہو جانا ورنہ تم خدا تعالیٰ کی بے نظیر اور بے مثل نعمتوں اور فضلوں اور برکتوں سے محروم ہو جاؤ گے۔ غرض اسلام نے انسان انسان کی مساوات اور اخوت اور پیار کو ان تین ستونوں پر قائم کیا ہے

اس وقت کافی دیر ہو گئی ہے۔ مگر میں یہ چاہتا تھا کہ اس مقصد پر تفصیل سے بات ہو جائے۔ کیونکہ یہ مقصد تینوں مقاصد میں سے ایک بنیادی چیز ہے۔ آخری مقصد ایسا ہی اہم ہے لیکن جیسا کہ ہم جلدی نکل جائیں گے۔ اس سلسلہ میں

ایک دوست نے خواب بھی دیکھی ہے

راہنیں تو اس کی تعبیر سمجھ نہیں آئی تھی۔ چند دن ہوئے انہوں نے مجھے لکھا کہ میں نے دیکھا کہ میں اور میرے ساتھ کچھ دوست اور بھی ہیں۔ قادیان کے اسی چوک میں ہوں جس میں مسجد مبارک کے اس حصہ کی سیڑھیاں اُترتی ہیں جو بعد میں بڑھایا گیا تھا یہاں بہت سارے عزیز بیٹھے ایسے بھی ہوں گے جنہوں نے قادیان نہیں دیکھا وہ سمجھ نہیں سکتے۔ لیکن جنہوں نے قادیان دیکھا ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ مسجد مبارک اس حصہ کو جو نیا بنا تھا سیڑھیاں ایک چوک میں اترتی تھیں۔ اس دوست نے لکھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ہم اس چوک میں کھڑے ہیں (آپ بڑی تیزی سے آئے ہیں۔ آپ کے چہرے پر بشاشت اور رونق ہے۔ آپ کچھ سیڑھیاں چڑھتے ہیں اور پھر ہماری طرف دیکھتے ہیں پھر کچھ اور سیڑھیاں چڑھتے ہیں اور ہماری طرف دیکھتے ہیں۔ دو دفعہ آپ نے ایسا کیا ہے اور پھر آپ ساری سیڑھیاں چڑھ گئے ہیں پھر آپ نے اذان دی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ عصر کی نماز کا وقت ہے اس لئے آپ نماز عصر پڑھائیں گے لیکن نماز سے پہلے جو اذان آپ نے دی ہے ہم نے محسوس کیا کہ وہ معمول سے زیادہ لمبی ہے اور یہ حصہ مضمون جو میں بیان کر رہا ہوں

ایک خاص پروگرام

کی طرف بلانے کا ہی رنگ رکھتا ہے تا کہ جس وقت میں اس پروگرام پر آؤں تو آپ پس منظر سے پوری طرح واقفیت حاصل کرنے کے نتیجہ میں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے لگیں۔

غرض وُضِعَ لِلنَّاسِ ایک مقصد بیت اللہ کی تعمیر کا اور چونکہ یہ اس لحاظ سے یہ بڑا ہی اہم ہے کہ باقی سارے مقاصد کا اس پہلے مقصد کے ساتھ یا پھر جو آخری مقصد رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ الخ میں بیان ہوا ہے اس کے ساتھ گہرا تعلق ہے اور میں چاہتا تھا کہ اس مقصد کو تفصیل کے ساتھ بیان کروں تا آپ اچھی طرح سمجھ جائیں کہ وُضِعَ لِلنَّاسِ کی پیشگوئی پوری نہیں ہو سکتی تھی جب تک ایک ایسی امت دنیا میں پیدا نہ ہو جاتی جو خیر الامم ہو اور وہ امت پیدا نہیں ہو سکتی تھی جب تک کہ قرآن کریم کی شریعت جو کامل اور مکمل ہے اس کا نزول نہ ہو جائے اور ہر شریعت کا نزول قوم کی استعداد کے مطابق ہوتا ہے۔ قرآن کریم کی شریعت چونکہ ہر پہلو اور ہر لحاظ سے کامل اور مکمل ہے۔ اس لئے

اس سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں

(اور اس کے علاوہ کوئی نتیجہ اخذ نہیں کر سکتے) کہ وہ اقوام جو اس زمانہ میں اور پھر قیامت تک اس کی مخاطب تھیں اور رہیں گی وہ اپنی صلاحیتوں اور استعدادوں کے لحاظ سے قرآن کریم کی حامل ہو سکتی تھیں اور قرآن کریم کی تربیت کو قبول کرنے کے بعد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض اور برکات سے حصہ لینے کے بعد ان کی شکلیں ان کے حلیے کچھ اس طرح بدلے کہ ایک حقیقت بین نگاہ میں وہ نئے انسان بن گئے یعنی ان کی جو پہلی شکل تھی یا جو پہلے نقوش تھے ان کا کوئی حصہ باقی نہ رہا۔ بلکہ نئے نقوش اُبھر آئے جس طرح ریشم کا کیڑا جب ریشم بنا چکتا ہے تو اگر انسان اس کو موقع دے اور ریشم کا وہ جال جو اس نے اپنے ارد گرد بنایا ہوا ہوتا ہے۔ اس میں سے باہر نکل آئے تو وہ پہلا کیڑا نہیں رہتا بلکہ اس کا سارا سر پہلی آنکھیں اور پہلا حلیہ بالکل بدل جاتا ہے پہلے اس کے پر نہیں ہوتے لیکن ۴۸ یا اڑتالیس گھنٹوں کے اندر اندر اس کے پر نکل آتے ہیں۔ نیا سر پیدا ہو جاتا ہے نئی آنکھیں پیدا ہو جاتی ہیں بالکل یہی مثال ان لوگوں کی ہے کہ جو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے پہلے وہ زمین کے کیڑے تھے اور بعد میں ان کو اللہ تعالیٰ نے نئی بصارت دی نئی آنکھیں دیں نئے دماغ دیئے۔ پرواز کی نئی قوت عطا کی پھر وہ آسمان کی رفعتوں میں اُڑنے لگے اور جب یہ قوم پیدا ہو گئی تو وُضِعَ لِلنَّاسِ کا وعدہ بھی پورا ہو گیا

اس سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ اس قوم پر جس کو قرآن کریم خیر امت کہہ رہا ہے دنیا کی خدمت کرنے کے سلسلہ میں کئی قسم کی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریاں کو نباہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جلسہ سالانہ قادیان بابت ۱۹۶۶ء کی ایک رُوح پرور تقریر

ذکرِ حبیب علیہ الصّلوٰۃ السّلام

مرتبہ مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیان

— (۴) —

آپ کے اخلاق و اوصاف حمیدہ کے متعلق چشم دید شہادت حضرت ڈاکٹر محمد اسمٰعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپ کو دلسات دیکھتے اور آپ کے ان اوصاف سے حصہ رکھتے تھے۔ فرماتے ہیں۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت مہربان و شفیق و محسن تھے۔ مہمان نواز تھے۔ بڑے بہادر دل کے انسان تھے۔ مصائب کے وقت جبکہ لوگوں کے دل بیٹھ جاتے تھے آپ شیر نر کی طرح آگے بڑھتے تھے۔ عفو چشم پوشی فیاضی۔ خاکساری وفاداری۔ سادگی عشق الٰہی۔ محبت رسول ادب بزرگان۔ دین الفائے عہد۔ حسن معاشرت۔ وقار۔ غیرت۔ ہمت اولوالعزمی، خوش روئی اور کشادہ پیشانی آپ کے ممتاز اخلاق تھے۔

وہ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس وقت سے دیکھنے لگا تھا جب میں دو برس کا تھا۔ پھر آپ میری ان آنکھوں سے اس وقت غائب ہوئے جب میں ستائیس برس کا نوجوان تھا مگر میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے آپ سے بہتر۔ آپ سے زیادہ خوش اخلاق آپ سے زیادہ نیک بزرگانہ شفقت رکھنے والا۔ اللہ اور رسول کی محبت میں غرق رہنے والا کبھی کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپ ایک نور تھے جو انسانوں کے لئے دنیا پر ظاہر ہوا۔ اور ایک رحمت کی بارش تھے جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اس زمین پر برسی اور اسے شاداب کر گئی"۔

(سیرت المہدی)

آپ کے دل میں بنی نوع انسان کی ہمدردی کا ولولہ اور جوش ان کا کسی قدر اندازہ لگانے کے لئے میں آپ کے الفاظ پیش کرتا ہوں۔ آپ اپنی جماعت کے لوگوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔

"تمہارا فرض ہے کہ حقیقی اصلاح کی طرف کامل اور انتھک کوشش کرو۔ مگر وہ کوشش اسی طرح پر ہو جس طرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنی خود ساختہ تدابیر کا ان میں دخل نہ دو۔ شریعت کے دو ہی پہلو اور بڑے حصے ہیں۔ جن کی حفاظت ہر ایک انسان کو ضروری ہے۔ ایک حق اللہ اور دوسرا حق العباد۔ حق اللہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اس کی عبادت اس کے خوف اس کی اطاعت میں اس کی ذات میں صفات میں کسی کو شریک اور برابر نہ بنایا جائے۔ اور حق العباد یہ ہے کہ تکبر خیانت وغیرہ بدخلقی کسی نوع کی اپنے بھائی سے نہ کی جائے۔ گویا اخلاقی حصہ میں کسی قسم کا فتور نہ واقع ہو اور کما حقہٗ حقوق اخوت کی نگہداشت کی جائے۔ سننے میں تو دو ہی فقرے ہیں۔ مگر عمل کرنے میں بہت ہی مشکل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی فضل ہو تو انسان دو ہی پہلوؤں پر قائم رہ سکتا ہے کسی میں قوت غضبی بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ جب ذرا سی بات پر غضب بھڑک جاتا ہے اور قوت غضبی جوش مارتی ہے تو نہ دل اس کا پاک رہ سکتا ہے نہ زبان۔ دل میں کینہ رکھتا ہے اور اندر ہی اندر اپنے بھائی کے خلاف ناپاک منصوبے سوچتا رہتا ہے اور زبان سے گالی دیتا ہے کسی میں قوت شہوت غالب ہوتی ہے اور وہ اس میں گرفتار ہو کر حدود اللہ کو توڑتا ہے۔ غرضیکہ جب تک انسان کی اخلاقی حالت بالکل درست نہ ہو وہ کامل ایمان جو منعم علیہ گروہ میں داخل کرتا ہے اور جس کے ذریعہ سچی معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے دل میں داخل نہیں ہوتا پس سچا موحد بننے کے بعد اخلاقی حالت کی اصلاح کے لئے حتی الوسع کوشش دن رات کرنی چاہئیے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت اخلاقی حالت بہت گری ہوئی ہے۔ اکثر لوگوں میں بدظنی کا مرض بہت ہی بڑھا ہوا ہے۔ ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر اپنے دوسرے بھائی کی نسبت بڑے بڑے خیالات کرتے ہیں اور نیک ظنی نہیں کرتے بلکہ ایسے ایسے عیوب اس کی طرف منسوب کرنے لگ جاتے ہیں جو اس میں نہیں ہوتے۔ اور اگر وہی عیوب اس کی طرف منسوب کرے تو اس کو سخت ناگوار معلوم ہو۔

میں اول یہ بڑی ضروری بات ہے کہ حتی الوسع اپنے بھائیوں پر بدظنی نہ کرے اور ہمیشہ نیک ظن رکھا جائے کیونکہ اس سے محبت اور انس بڑھتا ہے۔ اور آپس میں میل جول بڑھنے سے جماعت کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ اور دوسروں کو نکتہ چینی کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ اور خود انسان بھی دوسرے عیوب حسد کینہ بغض وغیرہ سے بچا دیتا ہے۔

پھر میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے حق کو اپنے بھائیوں کی نسبت کچھ ہمدردی نہیں مشکلات کے وقت اپنے اوقات اور طاقت کو دوسرے کے لئے خرچ نہیں کرتے اگر ایک بھائی بھوکا مرتا ہو تو دوسرا کچھ بھی توجہ نہیں کرتا اور اس کی خبرگیری کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ یا اگر وہ کسی اور قسم کی مشکلات میں گرفتار ہو تو ان کے لئے اپنے مال کا کچھ حصہ بھی خرچ نہیں کرتا حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبرگیری اور اس کے ساتھ ہمدردی کرنے کا حکم آیا ہے۔ بلکہ یہاں تک بھی آیا ہے کہ ہانڈی میں پانی زیادہ ڈالو۔ اور اپنے ہمسایہ کو بھی دو۔ دیکھو کس قدر تاکید ہمدردی کی گئی ہے مگر برخلاف اس کے آجکل اس حدیث کی کوئی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ بلکہ پنجابی ہمسایہ بتاتے ہیں۔ مگر ہمسایہ سے یہی مطلب نہیں۔ جو اپنے گھر کے ساتھ رہتا ہو بلکہ تمہارے بھائی جو تم سے ہزاروں اور سینکڑوں کوس کے فاصلہ پر رہتے ہیں وہ سب تمہارے ہمسایہ ہیں۔ پس تمہیں چاہیئے کہ ان سب پر نیک ظن رکھو۔ اور ہمدردی کا کسی پہلو سے بھی ان سے دریغ نہ کرو ہر شخص کو ہر روز مطالعہ کرنا چاہیئے کہ وہ کہاں تک ان امور کی پرواہ کرتا ہے۔ اور کہاں تک اپنے بھائیوں سے ہمدردی اور سلوک کرتا ہے اس کا بڑا بھاری مطالبہ انسان کے ذمہ ہے خدا تعالیٰ کے تمہاری ہمدردیوں کا بھوکا نہیں۔ اور نہ اسے کوئی ضرورت ہے وہ تمہارے ہی فائدے کے لئے احکام نازل کرتا ہے اور تمہاری ہی بہتری کو پسند کرتا ہے۔

حدیث صحیح میں آیا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ایک گروہ کو کہے گا کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی نہ دیا۔ میں بیمار تھا تم نے میری عیادت نہ کی۔ میں مفلس تھا تم نے میری دستگیری نہ کی جن لوگوں سے یہ سوال ہوگا

وہ حیران ہو کر کہیں گے کہ اے ہمارے رب تو کب بھوکا تھا جو ہم نے تجھے کھانا نہ دیا۔ تو کب پیاسا تھا جو ہم نے پانی نہ دیا اور تو کب بیمار تھا کہ ہم نے تیری عیادت نہ کی۔ اور کب مفلس تھا جو ہم نے تیری دستگیری نہ کی۔ تب خدا تعالیٰ جواب میں فرمائے گا۔ میرا فلاں بندہ جو تھا وہ ان باتوں کا محتاج تھا مگر تم نے اس کی کوئی ہمدردی نہ کی۔ اس کی ہمدردی میری ہی ہمدردی تھی۔ ایسا ہی ایک اور جماعت کو فرمائے گا کہ شاباش تم نے میری ہمدردی کی۔ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا وغیرہ وغیرہ۔ وہ جماعت عرض کرے گی کہ اے ہمارے رب ہم نے کب تیرے ساتھ ایسا کیا۔ تب اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائے گا کہ میرے فلاں بندے کے ساتھ جو تم نے ہمدردی کی وہ ہمدردی میرے ساتھ ہی تھی

دراصل خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے۔ اور خدا تعالیٰ اس کو بہت ہی پسند کرتا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا۔ کہ وہ اس ہمدردی کو اپنی ہمدردی قرار دیتا ہے۔

عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہوتا ہے کہ اگر کسی کا خادم کسی اس کے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اس کی خبر گیری نہ کرے نہ رات کو آرام کی جگہ دی جائے نہ کھانے پینے کو کچھ دیا جاوے تو کیا وہ آقا جس کا یہ خادم ہے اپنے اس دوست سے خوش ہوگا ہرگز نہیں بلکہ اس کے دل میں گزرے گا کہ اس نے میرے آدمی کی کچھ بھی قدر نہ کی۔ اس نوکر کی خدمت اور اس کے ساتھ حسن سلوک گویا مالک کے ساتھ ہی حسن سلوک ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھی اسی طرح اسی بات کی چڑ ہے کہ کوئی شخص اس کی مخلوق کے ساتھ سرد مہری کرے کیونکہ اس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔

پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے۔ اور اخلاق سے پیش آتا ہے وہ گویا خدا کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے اور اس کی رضامندی حاصل کرتا ہے غرض حسن اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہے۔ میری دانست میں یہی پہلو حقوق العباد کا ہے جو حقوق اللہ کے پہلو کو (جو مخفی ہے) تقویت دیتا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ جو شخص نوع انسان کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتا ہے خدا تعالیٰ اس کا ایمان کبھی بھی ضائع کرے ہاں یہ ضروری ہے کہ بناوٹی اخلاق خدا تعالیٰ کے لئے نہیں ہوتے جب انسان محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے یہ کام کرتا ہے۔ اور اپنے ضعیف بھائی کی ہمدردی کرتا ہے تو اس اخلاص سے اس کا ایمان اور بھی قوی ہو جاتا ہے ....

پس ہمدردی خلق اللہ کی ایک ایسی شئے ہے کہ اگر انسان اسے چھوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جائے اور اس سے کام نہ لے تو انجام کار یہ انسانیت سے نکل کر وحشی اور درندہ بن جاتا ہے۔ انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اس وقت تک انسان رہتا ہے جب تک وہ اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ مروت، سلوک اور احسان سے کام لیتا رہے جیسا کہ سعدی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے۔ بنی آدم اعضائے یکدیگر اند۔ اور ان کا یہ کہنا صحیح اور ٹھیک ہے یاد رکھو کہ ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت ہی وسیع ہے۔ میں ان لوگوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا اور نہ اللہ کی اس تعلیم کو پسند کرتا ہوں جو ہمدردی کو صرف اپنی قوم تک ہی محدود کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ اپنی قوم سے ہی ہمدردی کرنی چاہیئے۔ غیر قوم سے ہرگز ہمدردی نہیں کرنی چاہیئے۔ میں تو تاکید کرتا ہوں کہ اپنی قوم بلکہ غیر قوم سے برابر ہمدردی کرنی چاہیئے۔ کسی قوم اور کسی فرد کو الگ نہیں رکھنا چاہیئے۔ میں آجکل کے جاہلوں کی طرح یہ کہنا نہیں چاہتا کہ تم اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں سے ہی مخصوص کرو نہیں نہیں میں کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق کی ہمدردی کرو خواہ وہ کوئی ہو۔ مسلمان ہو۔ ہندو ہو۔ عیسائی ہو یا کوئی اور۔ میں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے وہ تو اس امر کو بھی جائز رکھتے ہیں کہ دوسرے کا مال زبردستی یا چوری یا جس طرح حاصل ہو سکے لے لیا جائے۔ اور ہر قوم کے جور و ظلم کو دوسرے لوگوں پر حلال جان لیا ہے۔ (ملفوظات)

ہمدردی خلائق کا یہ عظیم الشان جذبہ آپ کے اندر کارفرما تھا۔ اور نہ صرف یہ کہ وہ آپ کے اندر موجزن تھا۔ بلکہ وہ پھوٹ پھوٹ کر دوسروں کے دلوں کو بھی بھر رہا تھا۔ اور ان کو بھی اس امر کے لئے تیار کر رہا تھا کہ وہ بھی مخلوق خدا کی سرتاپا ہمدردی بن جائیں۔ اور آپ کی ہر دم کوشش تھی کہ آپ کی جماعت اس کا اعلیٰ نمونہ قائم کرے اور اپنی جان، مال، عزت و آبرو نہ صرف یہ کہ اپنوں کے لئے لگا دے بلکہ وہ دنیا کے تمام بنی نوع انسانوں کے لئے وقف ہو جائے چنانچہ سب سے پہلے آپ نے اس پر ایسا اعلیٰ درجہ کا نمونہ قائم کیا۔ کہ آپ کی جماعت نے آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر خدمت خلق کو اپنا شیوہ بنا لیا ہے۔ اور وہ ہر ایک سے مروت و احسان سے پیش آتی ہے۔ اور دل و جان سے ان کی خدمت کرنا اپنے لئے سعادت دارین خیال کرتی ہے۔ اور قادیان کی تمام غیر مسلم آبادی اس بات کی گواہ ہے کہ وہ کوئی ایسا وقت ہاتھ سے جانے نہیں دیتی کہ جس میں کسی قسم کی بھی خدمت کا اسے موقع ملے۔

درخواستہائے دعا

۱۔ ہمارے چند بچوں اور بچیوں نے مڈل کے امتحان دیئے ہوئے ہیں نمایاں کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسارہ مہرالنساء سیکرٹری لجنہ اماء اللہ کینڈر اپاڑہ

۲۔ میری والدہ و اہلیہ مولوی عبدالرحیم صاحب شر(؟) عرصہ قریباً ۴ ماہ سے بیمار ہیں جسم میں درد محسوس ہوتی ہے اور کمزوری بہت بڑھ گئی ہے چلنے پھرنے سے قاصر ہیں۔ سو درویشان کرام بزرگان عظام اور احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ میری والدہ کو جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار عبداللطیف شہباز مغلپورہ لاہور

۳۔ عزیزم سید رشید احمد جو حضرت مولوی سید اکرام الدین احمد صاحب آف سونگھڑہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پوتا ہے پری میٹرک کا امتحان دے رہا ہے نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ ناچیز سید صمصام الدین احمد از مہدرک

۴۔ عزیزم مکرم مولوی محمد موسیٰ صاحب مبلغ ۲(؟) ہمبرگ ان دنوں بلڈ پریشر کے باعث سخت بیمار ہیں۔ احباب سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ نیز عزیزہ ناصرہ خاتون اور عاجز کی صحت کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ احقر منظور احمد از ہیڈ کیپٹل اڑلیہ

۵۔ میرے چچا جو میرے خسر بھی ہیں کی آنکھ کا اپریشن ہونے والا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اپریشن کامیاب ہو اور آنکھ میں بینائی آجائے

خاکسار محمد احمد
سیکرٹری مال جمشید پور

دعائے مغفرت

افسوس کل صبح ۱۶ اپریل ۶۲ء بتاریخ ہماری چھوٹی ہمشیرہ ماجدہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر رشید الدین خان صاحب ابن حضرت نواب اکبر یار جنگ بہادر وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون عزیزہ دس سال گٹھیا کے عارضہ میں مبتلا رہیں بڑے صبر سے برداشت کیا۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت محبت رکھتی تھیں صوم و صلوٰۃ کی پابند رہیں احباب عزیزہ کی مغفرت کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار محمد یوسف الدین
از سکندر آباد دکن

ادارہ بدر خاندان حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے تمام افراد سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

ٹیلیچری (کیرلہ) میں گیارہویں آل کیرلہ احمدیہ کانفرنس کا کامیاب انعقاد

(بقیہ صفحہ اوّل)

تصور میں اب تک یہ بات تھی کہ احمدی پورے کیرلہ میں بیس پچیس افراد سے زیادہ نہیں جب سینکڑوں کی تعداد میں احمدیوں کو اپنے مخصوص امتیازی نشان لگا کر پورے شہر میں گھومتے دیکھا تو اس کی آنکھیں حیرت زدہ ہو کر رہ گئیں۔

جلسہ گاہ و بک سٹال کانفرنس کے لئے مقامی ٹاؤن ہال دو روز کے لئے کرایہ پر لیا گیا تھا۔ اسے مختلف جھنڈیوں اور بلب ٹیوب لائٹوں سے خوب مزین کیا گیا۔ ٹاؤن ہال کے باہر مختلف قسم کے قطعات آویزاں تھے جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض زریں اقوال درج تھے نیز حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی سرینگر میں واقع قبر کی تصویر عام و خاص کی توجہ کا مرکز بنی رہی۔

ٹاؤن ہال کے سامنے کے وسیع کپاؤنڈ میں ایک خوبصورت بک سٹال لگایا گیا۔ جہاں مختلف زبانوں میں جماعت کا لٹریچر اور کتب فروخت کے لئے قرینے سے رکھی گئی تھیں۔ اور ان کتب کا تعارف ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ کیا جاتا رہا تھا۔ اس طرح دو دنوں میں دو سو روپے سے زائد کتابیں فروخت ہوئیں۔

جلسہ کی کارروائی جلسہ کی کارروائی ٹھیک پانچ بجے شام محترم جناب صدیق امیر علی صاحب صوبائی صدر جماعت ہائے احمدیہ کی زیر صدارت خاکسار کی تلاوت قرآن پاک کے ساتھ شروع ہوئی۔

پہلے نمبر پر محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے افتتاحی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ کیرلہ سٹیٹ کے ساتھ تعلق رکھنے والے بعض خاص امور ہیں۔ سب سے پہلی بات یہ کہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا نور سب سے پہلے مالابار کے علاقہ میں چند تاجروں کے ذریعہ پہنچا۔ وہ تاجر اپنے ساتھ کوئی تلوار یا طاقت لے کر نہیں آئے تھے بلکہ اُن کے اندر خالص اسلام تھا اور محبت و پیار اور اچھا نمونہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے اسلام کے پیغام کو محبت کے ساتھ لوگوں میں پھیلایا اور خدا کے فضل سے اسلام کو مالابار میں خوب تقویت حاصل ہوئی۔ سیاسی

لحاظ سے دیکھا جائے تو تقسیم ہند کے بعد صرف کیرلہ میں مسلم لیگ قائم ہے اور یہاں کے مسلم لیگ کو کیرلہ کے سیاسی امور میں ایک خاص دخل ہے۔ چنانچہ موجودہ سیاسی متحدہ محاذ کی قائم کردہ حکومت میں ان کا بھی حصہ ہے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض اس کی عظیم القدر دینی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے اُن غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جو عامۃ المسلمین کو جماعت احمدیہ کے بارہ میں ہیں۔ جماعت کی مخصوص تعلیمات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے جماعت کی ابتدائی حالت اور موجودہ حالت کا نہایت دلنشین پیرائے میں تجزیہ کیا۔ بالآخر مخالفین احمدیت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ قریباً ۷۵ سال سے آپ لوگوں نے احمدیت کو اس زمین سے نیست و نابود کرنے کی کوشش کی۔ لیکن یہ سلسلہ روز بروز ترقی کرتا رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ کے پیچھے خدا تعالیٰ کا زبردست ہاتھ کام کر رہا ہے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ آج کیرلہ میں مختلف اور متضاد نظریات کے حامل سیاسی پارٹیاں ایک مقصد کے حصول کے لئے اور ملک کی خوشحالی کو مدنظر رکھ کر ایک متحدہ محاذ بنا کر ایک ہی سٹیج پر جمع ہو سکتی ہیں تو مسلمانوں کے مختلف فرقوں کو اسلام کی روحانی تبلیغ کے لئے اور قرآن کریم کا پیغام اکنافِ عالم میں پھیلانے کی غرض سے بدرجہ اولیٰ جمع ہو جانا چاہیئے۔ اسی طرح آپ نے غیر از جماعت تمام مسلمان بھائیوں کو اس نیک کام کے لئے جماعت احمدیہ کے دوش بدوش کام کرنے کی دعوت دی۔

محترم مولانا امینی صاحب کی اردو کی تقریر کا ترجمہ ملایالم زبان میں مکرم مولوی ابوالوفا صاحب ساتھ ساتھ کرتے رہے۔

اس اجلاس کی صدارت کے لئے محترم مولانا پی عبد اللہ صاحب رئیس التبلیغ صوبہ کیرالہ کو تجویز کیا گیا تھا۔ لیکن آنموصوف بوجہ علالت طبع تشریف نہ لا سکے۔ سارا جلسہ آپ کی عدم موجودگی کو خاص طور پر محسوس کرتا رہا۔ آپ ایسے بزرگ ہیں کہ علاقہ کیرالہ میں ہم سالوں سے خدمت و اشاعت دین کا کام سر انجام دے رہے ہیں۔ علاقہ

کے اسی فیصد کے قریب احمدی آپ ہی کی تبلیغ سے اس نور سے منور ہوتے۔ احباب مولوی صاحب موصوف کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ نے اپنی تقریر لکھ کر طبع بھی کروا دی۔ جسے مکرم ٹیپی کویا صاحب نے مکرم مولانا امینی صاحب کی تقریر کے بعد پڑھ کر سنایا۔ اس چھپی ہوئی تقریر میں محترم مولانا پی عبد اللہ صاحب نے جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی اور آپ کی تعلیمات پر روشنی ڈالی۔ آپ نے بتایا کہ موجودہ مسلمانوں کی حالت ایک عظیم مصلح کا تقاضہ کر رہی ہے۔ یوں بھی مسلمان حضرت عیسیٰؑ کی آمد کے منتظر ہیں تاکہ وہ آکر مسلمانوں کی اصلاح کریں آپ نے حضرت مسیح ناصری کی وفات کو ثابت کرتے ہوئے مختلف دلائل و براہین سے آنے والے موعود مسیح کی حقیقت واضح فرمائی۔

آپ نے ایک مامور من اللہ کی صداقت کے چند معیار بیان کرتے ہوئے ان تمام معیارات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر چسپاں کرتے ہوئے آپ کی صداقت ثابت فرمائی۔ یہ چھپی ہوئی تعداد میں تقریر تمام سامعین میں تقسیم کی گئی۔

تقاریر اس کے بعد مکرم مولوی محمد ابوالوفا صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے خلافت اسلامیہ کے زیر عنوان ایک پُر از معلومات تقریر فرمائی۔ آپ نے آیۂ استخلاف کی تلاوت کرتے ہوئے سب سے پہلے نبوت اور خلافت کی تعریف اور ان کی تشریح فرمائی۔ آپ نے مختلف تاریخی شواہد سے خلافت کے قیام کا ذکر کرنے کے بعد ثابت فرمایا کہ آج دنیا میں صرف جماعت احمدیہ میں ہی صحیح معنوں میں اسلامی خلافت قائم ہے۔ آپ نے خلافت احمدیہ کی برکات بیان کرتے ہوئے اپنی تقریر ختم فرمائی۔

اس کے بعد خاکسار نے نبوت کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے سب سے پہلے مسئلہ اجرائے نبوت پر کئے جانے والے اعتراضات کا قرآنی آیات کی روشنی میں مدلل طور پر جواب دیا۔ اس کے بعد متعدد قرآنی آیات اور احادیث نبویہ سے ذریعہ اجرائے نبوت ثابت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوائے نبوت کی حقیقت واضح کی۔

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم مولوی عبد السلام صاحب مبلغ کالیکٹ کی زیر عنوان "ضرورت امام" تھی۔ انہوں نے اپنے مختصر خطاب میں موجودہ زمانہ کے گمراہ کن حالات کا نقشہ کھینچتے ہوئے ایک مامور من اللہ کی ضرورت پر زور دیا اور حضرت مسیح موعود کی آمد اور آپ کے کارہائے نمایاں کا ذکر کیا۔ اس تقریر کے بعد آل کیرلہ احمدیہ کانفرنس کے پہلے روز کا یہ پروگرام رات کے ۱۰ بجے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

تربیتی اجلاس دوسرے دن مورخہ ۲۳ اپریل بروز اتوار صبح ۹ بجے ٹاؤن ہال میں مکرم مولوی محمد ابوالوفا صاحب کی زیر صدارت جماعت ہائے احمدیہ صوبہ کیرلہ کی ایک تربیتی میٹنگ ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم کنجی موسیٰ صاحب سیکرٹری تبلیغ سنٹرل کمیٹی اور مکرم آبوڈی صاحب نے اپنی تبلیغی رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد مکرم مولوی سی پی علی کٹی صاحب نے تحریک وقف جدید کی اہمیت اور اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی ضرورت پر تقریر کی۔ بعدہ خاکسار نے محترم حضرت ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان کا ایک روح پرور پیغام جو خاص طور پر اس جلسہ کے لئے ارسال فرمایا تھا پڑھ کر سنایا۔ بعد مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے مختلف تربیتی امور پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک دلچسپ اور پُر لطف تقریر فرمائی جس میں تنظیم کی برکات خلافت کے ساتھ وابستگی نظام سلسلہ کے ساتھ پابند رہنا وغیرہ امور پر مؤثر رنگ میں روشنی ڈالی۔ اس تقریر کا ملیالم زبان میں خاکسار نے ترجمہ کیا۔

اس تربیتی اجلاس کے بعد صوبہ کیرلہ کی مجلس عاملہ کا سالانہ اجلاس اُسی جگہ پر ہوا جس میں تنظیمی و تربیتی امور پر بعض اہم فیصلہ جات کئے۔

دوسرا اجلاس سالانہ کانفرنس کا دوسرا اجلاس اسی روز شام کو ٹھیک پانچ بجے مکرم پی عبد الرحیم صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ایل پسادر اصغر محترم مولانا عبد اللہ صاحب فاضل کی زیر صدارت محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی کی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوا۔ مکرم صدر صاحب کے مختصر خطاب کے بعد مکرم مولوی محمد یوسف صاحب نے وفات

مسیح ناصریؑ کے عنوان پر ایک معلوماتی تقریر کی۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ کینانور کے ایک مخلص احمدی نوجوان مکرم این عبدالرحیم صاحب ایڈیٹر ماہنامہ ستیہ دوتن کی تقریر بہ عنوان احمدؐ اور پیشگوئیاں کے عنوان پر ہوئی۔ آپ نے آیت قرآنی لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں اور ان کا مختلف طریقوں سے پورا ہونا احسن رنگ میں بیان فرمایا

اس اجلاس کی تیسری تقریر مکرم پروفیسر محمد صاحب ایم۔ اے کی ہوئی آپ نے انگریزی زبان میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے عنوان سے ایک ٹھوس اور معلوماتی تقریر فرمائی۔

اس کے بعد محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان پر اپنے اچھوتے انداز میں تقریر شروع فرمائی۔ آپ نے اجرائے وحی، انعام، وفات مسیح ناصریؑ صداقت مسیح موعودؑ وغیرہ امور پر نہایت مدلل اور ناقابل تردید ثبوت پیش فرمائے دوران تقریر میں آپ نے سامعین کی طرف سے کئے گئے ایک سوال کا دلنشین انداز میں جواب دیا۔

آپ کی تقریر کے بعد مکرم عبدالحی صاحب ایم۔ اے اسلام اور امن عالم کے موضوع پر تقریر کی۔ یہ مخلص احمدی نوجوان علاقہ کیرلہ کے ایک مشہور سیاسی مقرر ہیں۔ آپ نے شستہ زبان میں امن عالم کے لئے اسلام کی پیش کردہ تعلیمات احسن طور پر بیان کیں

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم مولانا محمد ابوالوفا صاحب کی زیر عنوان دجال و یاجوج ماجوج تھی۔ آپ نے قرآن مجید و احادیث سے دجال اور یاجوج ماجوج کی علامات کا ذکر کرتے ہوئے سادہ اور عام فہم انداز میں ان کی حقیقت واضح فرمائی

اس کے بعد مکرم صاحب صدر نے مختصر تقریر کی۔ مکرم این۔ عبدالرحیم صاحب نے سب حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور دعا کے بعد یہ اجلاس نہایت خیر و خوبی سے رات کے دس بجے اختتام پذیر ہوا۔

خدا کے فضل و کرم سے ہمارا یہ سالانہ اجتماع نہایت مخالفانہ ماحول میں امید سے کہیں بڑھ کر غیر معمولی کامیابی کے ساتھ ہوا۔ جلسہ کے ابتداء سے اختتام تک خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت نمایاں طور پر نظر آرہی تھی الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

اخبارات میں کانفرنس کا ذکر

صوبہ کیرلہ کے اخبارات و رسائل بڑی کثرت سے شائع ہوتے ہیں ان میں ماتربھومی کثیر الاشاعت اور مشہور اخبار ہے۔ اس اخبار نے اس کانفرنس کی رپورٹ خصوصیت کے ساتھ شائع کی جس میں خاص طور پر مکرم مولانا امینی صاحب کی تقریر نمایاں طور پر درج کی۔ علاوہ اس کے کینانور سے شائع ہونے والے اخبار سدرشن میں بھی رپورٹ شائع ہوئی تھی،

دیگر

مورخہ ۲۰ را پریل بروز پیر مکرم مولوی امینی صاحب اور خاکسار جماعت احمدیہ مرکرہ کے احباب کے ہمراہ تیلیچیری سے مرکرہ بذریعہ بس روانہ ہوئے۔ جہاں بعد نماز مغرب و عشاء ایک تربیتی اجلاس رکھا گیا تھا۔ مکرم مولانا موصوف نے مختلف تربیتی امور پر ۱/۲ ۱ گھنٹہ تک تقریر کی جو نہایت توجہ سے سنی گئی۔ دوسرے دن ہم دونوں کینانور کے لئے روانہ ہوئے اور شام کو ۵ بجے کینانور پہنچے راستہ میں مقام کوڈالی اترے جہاں ہم نے تین چار گھنٹے دوستوں سے ملاقات کرنے کے لئے صرف کئے۔

کینانور میں جلسہ عام

کینانور کی خوبصورت اور شاندار زیب مسجد احمدیہ کے سامنے ایک جلسہ عام کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اور سارے شہر میں بذریعہ اشتہارات اس جلسہ کی منادی کی گئی۔ جس کی وجہ سے احمدیوں کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر احمدی افراد بھی شریک جلسہ ہوئے۔

بعد نماز مغرب و عشاء محترم مولوی محمد ابوالوفا صاحب کی زیر صدارت خاکسار کی تلاوت قرآن مجید کے ساتھ جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ مکرم صدر صاحب کے صداقت احمدیت پر مختصر خطاب فرمانے کے بعد محترم مولانا امینی صاحب نے آیۃ قرآنی قَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا۔ کی روشنی میں ۱/۲ ۱ گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔ یہ تقریر اتنی دلچسپ اور مؤثر تھی کہ اپنوں اور غیروں نے اسے پسند کیا۔

پینگاڈی

دوسرے دن مورخہ ۲۲ را پریل ۶۷ء کو جماعت احمدیہ پینگاڈی نے اپنے ہاں تبلیغی جلسہ کا انتظام کیا تھا۔ لہٰذا ہم دونوں محترم مولوی محمد ابوالوفا صاحب کے ہمراہ کینانور سے پینگاڈی کے لئے روانہ ہوئے وہاں مکرم مولوی محمد ابوالوفا صاحب کی

وقفِ عارضی کے تحت احباب جماعت کی دینی خدمات

(بقیہ صفحہ نمبر ۲)

کہ چندہ جمع کریں۔ بیان جاری رکھتے ہوئے مقرر نے کہا کہ ہم نے وہاں کے مفتی صاحب جماعت اسلامی کے سرگرم ممبروں۔ مسجد کے بعض پیش اماموں نیز عوام میں تبلیغ احمدیت کی۔ علاوہ ازیں غیر مسلم دوستوں سے بھی رابطہ قائم رکھا خصوصاً شری کمار صاحب ایم۔ اے ایڈیٹر سینڈرہ روزنامہ "شاہین" سے انہیں اسلامی لٹریچر بھی دیا یہ سب حضرات جماعت احمدیہ کی تعلیمات سے بہت متاثر ہوئے حتیٰ کہ ایڈیٹر صاحب موصوف نے اپنے اخبار کے ذریعہ ہر رنگ میں تعاون دینے کا یقین دلایا۔ اور یہ بھی کہا کہ میں نظارت دعوت و تبلیغ سے بھی رابطہ قائم رکھوں گا۔ الغرض ہمارے یہ پندرہ دن بڑی مصروفیت اور اشاعت حق میں گذرے۔ خدا تعالیٰ اس کے بہتر نتائج برآمد فرمائے۔ آمین۔ عزیز موصوف کی یہ تقریر بڑی دلچسپ، پُر از معلومات اور ایمان افروز تھی۔

زیر صدارت مسجد احمدیہ کے سامنے جلسہ ہوا جس میں محترم مولانا امینی صاحب نے آیت اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَهٗ کی بنیاد پر ایک پُر از معلومات تقریر فرمائی اس سے قبل خاکسار نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک مختصر تقریر کی تھی اس جلسہ کے متعلق بھی پورے قصبہ میں اشتہارات تقسیم کئے گئے تھے چنانچہ غیر احمدی دوست خاصی تعداد میں شامل ہوئے۔

سکالیکٹ

جماعت احمدیہ سکالیکٹ نے کٹی چیرہ کے مقام میں دو روزہ تبلیغی جلسہ کا پروگرام مرتب کیا تھا جس کی اطلاع تمام شہر میں بذریعہ اشتہارات کی گئی تھی۔ ان ہر دو جلسوں میں مکرم مولوی محمد ابوالوفا صاحب کی زیر صدارت مکرم مولانا امینی صاحب فاضل نے کلمہ طیبہ کی فلاسفی سیرت آنحضرت صلعم۔ وفات مسیح ناصری علیہ السلام اجرائے نبوت اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریریں کی۔ محترم مولوی ابوالوفا صاحب نے بھی ہر دو جلسوں کو مخاطب فرمایا۔

ان تمام جگہوں پر غیر احمدی کثیر تعداد میں شامل ہوتے رہے۔ اور جو لوگ ہمارے جلسہ گاہ میں آنے سے کتراتے تھے لاؤڈ سپیکر کا انتظام ہونے کی وجہ سے دور دور بیٹھے ہماری تقریریں سنتے رہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس ناچیز مساعی کے نیک اور پائیدار نتائج پیدا فرمائے اور سعید روحوں پر احمدیت کی صداقت کھل جائے تا وہ بھی خدمت و اشاعت دین کے کام میں حصہ لے کر اپنی عاقبت درست کرنے والے بن جائیں۔ آمین۔

خطاب صدر جلسہ

مذکورہ تقاریر کے بعد صدر جلسہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے حاضرین سے خطاب فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت کی ابتداء سے تعلیم القرآن اور جماعت کے ہر فرد کو خدمت و اشاعت دین کے لئے اپنے ایام کو خدا کی رضا کے لئے وقف کرنے اور عملی میدان میں جا کر تبلیغ کرنے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں ہندوستان کی جماعتوں میں بھی یہ تحریک کی گئی ہے لیکن ابھی تک عملاً کم دوست ہی آگے آئے ہیں آپ نے اس سلسلہ میں خصوصاً محترم سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب مرحوم کے پوتے مکرم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب اور بنگلور کے مکرم صبغۃ اللہ صاحب کا ذکر فرمایا کہ انہوں نے وقف ایام کے تحت تعلیم یافتہ طبقوں میں ایک بڑی اچھی مثال قائم کی ہے ان کی طرف سے بڑی خوشکن رپورٹ موصول ہوئی،

محترم صاحبزادہ صاحب نے قادیان کے مذکورہ طلباء و اساتذہ کی تبلیغی کاوشوں کو سراہتے ہوئے اس امر کا بھی ذکر فرمایا کہ ہمارے پاس مبلغین بہت تھوڑے ہیں اور ذرائع بھی محدود ہیں تاہم جس قدر ہمارے پاس ذرائع ہیں خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ انہیں بہتر رنگ میں منشاء الٰہی کے مطابق صرف کریں۔ آپ نے فرمایا تبلیغ کے بارے میں اگر یہ خیال ہو کہ یہ کام صرف باقاعدہ مبلغین کا ہے تو یہ خیال درست نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر احمدی خواہ وہ کوئی بھی کام کرنے والا ہو اپنی اپنی جگہ پر مبلغ ہے اس کا فرض ہے اپنے رنگ میں تبلیغ اسلام کا کام سرانجام دے۔

آخر میں صاحبزادہ صاحب موصوف نے فرمایا کہ جن جن کو خدا تعالیٰ نے وقف عارضی کی بابرکت تحریک میں حصہ لینے کی توفیق ملے ان کا فرض ہے کہ تبلیغ کے ساتھ دعا بھی کریں۔ کہ خدا تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو اسلام کے لئے کھول دے۔ اور ہمیں یہ بھی دعا کرنی چاہیئے کہ خلیفہ وقت کی اس تحریک کو سمجھنے اور اس کے شاندار نتائج پیدا کرنے کے لئے جو فرض ہم پر عائد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خطاب کے بعد صدر جلسہ نے دعا کرائی۔ بعدہٗ رات پونے گیارہ بجے یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

آگے بڑھو اور اپنے عہد کو پورا کرو

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ:-

"تم نے جس شخص کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر یہ اقرار کیا ہے کہ تم اپنی جانیں اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی وجاہت سب کچھ اس پر قربان کر دو گے وہ تم سے قربانی کا مطالبہ کرتا ہے اور تمہارے مال تم سے مانگتا ہے تمہارا فرض ہے کہ تم آگے بڑھو اور اپنے عہد کو پورا کرو۔"

حضور رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کی روشنی میں تحریک جدید میں شمولیت کی ضرورت اور اس کی ادائیگی کی اہمیت اظہر من الشمس ہے پس جن دوستوں نے ابتک وعدے نہیں ارسال کئے ہیں وہ جلد آگے بڑھیں اور اپنے وعدے ارسال فرما دیں۔ اور جن دوستوں نے اپنے وعدے یا بقائے اب تک ادا نہیں کئے ہیں۔ وہ اپنے عہد کو پورا کریں تا اللہ تعالےٰ اپنے فضلوں سے نوازے۔

سو فیصدی چندہ وقف جدید ادائیگی کرنے والوں کی پہلی فہرست حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت اقدس میں بغرض دعا پیش کی جا چکی ہے۔ دوسری فہرست زیر ترتیب ہے احباب اس نادر موقعہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

سالانہ امتحانوں میں کامیابی پر عطیہ

عزیزم مکرم کلیم احمد ابن مکرم اے حلیم صاحب آف دیودرگ نے اپنے امتحانوں میں کامیابی کے لئے اور اپنے عزیز بھائی بہنوں کی کامیابی پر اپنے والد محترم سے مٹھائیوں کا مطالبہ کیا ان کی اس خواہش کو والد بزرگوار نے جب پورا کیا تو ان عزیزوں نے اس رقم کو چندہ وقف جدید میں ارسالی کر دیا۔ چنانچہ مد وقف جدید میں مبلغ ۔/۲۹ روپے موصول ہوئے ہیں جزاکم اللہ احسن الجزاء

احباب کرام دعا فرماویں اللہ تعالےٰ عزیز کلیم احمد کو ان کے امتحان میں کامیاب کرے اور ان عزیزوں کے مستقبل کو شاندار بنائے تاکہ سلسلہ کے لئے مفید ثابت ہوں۔

دیگر مخلصوں سے بھی درخواست ہے کہ وہ خوشی کے موقعہ پر مد وقف جدید میں چندہ بھجوا کر ثواب کے مستحق ہوں۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ کا سال اول ۳۰ جون ۱۹۶۷ء کو

ختم ہو رہا ہے!

دوستوں کو جلد سے جلد اس عرصہ میں اپنے وعدوں کا ⅓ ضرور ادا کر دینا ہے

فضل عمر فاؤنڈیشن کے سال اول کے اختتام کی تاریخ ۳۰ر اپریل ۱۹۶۷ء مقرر تھی۔ شوریٰ کے موقعہ پر بعض دوستوں کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس سال کے اختتام کی تاریخ ۳۰ر جون ۱۹۶۷ء تک بڑھا دی ہے اس سے دوستوں کو یہ سہولت مل گئی ہے کہ جو دوست اپنے وعدوں کا تیسرا حصہ باوجود کوشش کے ۳۰ر اپریل ۱۹۶۷ء تک ادا نہیں کر سکتے انہیں مزید دو ماہ کی مہلت مل جائے گی۔

جن دوستوں نے ابھی تک اپنے وعدے کا ایک تہائی ادا نہیں کیا وہ توجہ فرمائیں تاکہ ہمیں وصولی کل وعدہ کے ایک تہائی تک پہنچ جائے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے جملہ وعدہ کنندگان کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

از فضل عمر فاؤنڈیشن قادیان

ارشاد سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ

(اور ہمارا کام)

"ہماری جماعت کو خدا تعالےٰ نے کہا ہے کہ اسلام کی عزت قائم کرنا تمہارا کام ہے خدا تعالےٰ نے کہا ہے کہ قرآن کریم کی عزت قائم کرنا ہے خدا تعالےٰ نے کہا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم کرنا تمہارا کام ہے۔

یہ اتنا عظیم الشان کام ہے کہ اس کے لئے ہماری محنتیں اور ہماری کوششیں پاگلانہ ہونی چاہئیں اگر ہم اپنی طرف سے تمام طاقت صرف کر دیں تو باقی کمی خدا تعالےٰ اپنے فضل سے پوری کر دے گا۔

ہمیں اپنی ساری باتوں کو بھول کر اسلام اور قرآن کی حکومت کے قیام کے لئے اپنی ساری طاقت صرف کر دینا چاہیئے اور ایسا زور لگانا چاہیئے کہ دنیا صرف ہمارے دعوے کی وجہ سے ہمیں پاگل نہ کہے بلکہ کام کی وجہ سے پاگل کہے۔" (الفضل ۱۵ر اکتوبر ۱۹۴۴ء)

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا آپ نے تحریک جدید کے مالی جہاد میں بھی حصہ لیا ہے کہ نہیں کیونکہ تحریک جدید کے ذریعہ سے ہی ممالک بیرون میں تبلیغ اسلام کا فریضہ جماعت احمدیہ کی طرف سے ادا ہو رہا ہے۔ پس ہمیں چاہیئے کہ تحریک جدید کے مالی پہلو کو مضبوط کرنے کے لئے پاگلانہ کوشش کریں۔ اس لئے جماعت کے جو دوست دفتر اول اور دوم میں شامل نہیں ہو سکے وہ دفتر سوم میں شامل ہو کر ثواب حاصل کریں اور اپنے وعدہ جات سے جلد اطلاع دیں۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

تحریک جدید میں شمولیت لازمی ہے!

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"یہ تحریک کسی خاص گروہ سے متعلق نہیں بلکہ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس میں حصہ لے۔ جو احمدی اس تحریک میں حصہ نہیں لے گا ہم اسے احمدیت اور اسلام میں کمزور سمجھیں گے کیونکہ جس شخص کے دل میں یہ خواہش نہیں کہ اسلام کی خدمت اور احمدیت کی اشاعت کے لئے کچھ خرچ کرے اس کا اسلام لانا یا احمدیت قبول کرنا محض بے کار ہے۔"

"میں نے چندہ کو لازمی کر دیا ہے۔ جماعت کے ہر مرد اور عورت کا فرض ہے کہ وہ اس میں حصہ لے۔"

حضور کے مندرجہ بالا ارشادات کے پیش نظر تمام سیکرٹریان مال جماعتہائے احمدیہ ہندوستان سے درخواست ہے کہ وہ اس طرف جلد از جلد متوجہ ہو کر اپنی اپنی جماعت کے افراد کا جائزہ لیں۔ جو احباب ابھی تک اس مقدس تحریک اور عظیم الشان مالی جہاد میں شامل ہو کر ثواب حاصل نہیں کر سکے۔ ان سب کو دفتر سوم میں شامل کر لیا جائے۔ اور وعدہ جات کی فہرستیں تیار کر کے دفتر ہذا میں ارسال کر دیں۔ ایسے مخلصین جنہوں نے وعدے کر دیئے ہوئے ہیں۔ اور ادائیگی نہیں کی۔ وہ بھی خاص طور پر متوجہ ہو کر اپنے ذمہ رقوم کی ادائیگی کر دیں۔

خدا تعالےٰ آپ کو توفیق بخشے۔ اور حافظ و ناصر رہے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

ضروری اعلان

قافلہ برائے شمولیت جلسہ سالانہ ربوہ (پاکستان)

احباب کو علم ہے کہ گزشتہ سال ۵۰۰ افراد کو جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کیلئے حکومت ہند کی طرف سے منظوری ملی تھی لیکن چونکہ یہ منظوری دیر سے ہوئی تھی اس لئے بھارت کی دوسری جماعتوں کے نمائندگان کو جلسہ میں شمولیت کا موقعہ نہیں مل سکا تھا۔ اس سال بھی نظارت ہذا کا منشاء ہے کہ حکومت ہند سے ۵۰۰ افراد کو جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کیلئے منظوری دیئے جانے کی درخواست کی جائے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے کہ چونکہ خیال ہے قافلہ میں آنے والوں کی تعداد تین صد ہو اس لئے نظارت ہذا بیرونی جماعتوں سے دو صد نمائندگان کے اسماء فہرست میں شامل کرنا چاہتی ہے۔

اس لئے جملہ عہدیداران جماعت سے درخواست کی جاتی ہے کہ ان کی جماعتوں سے جو احباب جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کی خواہش رکھتے ہوں ان کے اسماء مندرجہ ذیل کوائف کے ساتھ جلد از جلد نظارت امور عامہ میں بھجوا دیں۔ ایسی اطلاعات ۱۵ جون ۱۹۶۷ء سے قبل نظارت ہذا میں پہنچ جانی چاہئیں۔ تاکہ فہرست بر وقت حکومت کے دفتر میں داخل کی جاسکے۔

نام۔ ولدیت۔ عمر۔ تاریخ پیدائش۔ موجودہ پورا پتہ۔ تحصیل و ضلع وغیرہ۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

خطبہ جمعہ کے متعلق ایک نہایت ضروری اعلان

منجانب نظارت دعوت و تبلیغ قادیان

امراء جماعتہائے مقامی پریذیڈنٹ صاحبان اور مبلغین کرام کی اطلاع کے لئے یہ ضروری اعلان کیا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن کا اجتماع ایک ایسا اجتماع ہے جبکہ تقریباً جماعت کے سب افراد ایک جگہ اکٹھے ہوتے ہیں دیگر مواقع بہت کم ایسے ہوتے ہیں کہ جماعت کے سارے یا اکثر دوست ایک جگہ جمع ہو سکیں۔

خطبہ جمعہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خطیب ایسے مقامی مسائل کے متعلق وعظ بیان کرے جس کے لئے حالات اور وقت کا تقاضا ہو۔ چونکہ جماعت احمدیہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خلافت کا نظام قائم ہے اس لئے خلیفۂ وقت کے خطبات جو کہ وقت کی ضرورت کے مطابق جماعتی ترقی جماعتی تربیت اور تبلیغی و دیگر امور پر مشتمل ہوتے ہیں جماعت کے ہر فرد تک پہنچانا نہایت ضروری ہے اس کے لئے طریق یہی ہونا چاہیئے کہ ہر جماعت کا خطیب خواہ وہ امیر جماعت ہو یا صدر جماعت یا مبلغ ہو اس کا پہلا فرض ہے کہ وہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ جو کہ الفضل اور بدر میں شائع ہوتا ہے۔ قریب ترین جمعہ میں سب جماعت کے سامنے پڑھ کر سنائے۔ اور اگر کوئی مقامی مسائل ایسے ہوں جن کا بیان کرنا بھی ازحد ضروری ہو تو ایسے مسائل خطبہ شروع کرنے سے پہلے بیان کر دیئے جائیں یا خطبہ ثانیہ میں ان کو بیان کر دیا جائے۔ اور اگر حالات و اسباب کا تقاضا کرتے ہوئے کہ مقامی مسائل کا بیان کرنا بڑا ضروری سمجھا جائے اور وہ اتنے تشریح طلب ہوں کہ خطبہ جمعہ کا سارا وقت ان کے لئے درکار ہو تو پھر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا بیان فرمودہ خطبہ اگلے جمعہ میں پڑھ کر سنایا جائے۔ ہر جماعت میں الفضل یا بدر تو ضرور آتا ہوگا جن میں حضور کے خطبات شائع ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ضروری اقتباس درج کرتے ہوئے اس کی اہمیت کو واضح کیا جاتا ہے حضور فرماتے ہیں:-

"جماعت کے عہدیداران کا فرض ہے کہ وہ جمعہ یا اتوار کے دن یا کسی اور موقعہ پر میرا ہر خطبہ لوگوں کو سنا دیا کریں بلکہ جماعتوں کا کام یہی ہونا چاہیئے اور ہر جگہ کی جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ میرا خطبہ تفصیلی لوگوں کو جمعہ یا اتوار کے دن سنا دیا کریں جس شخص کے سپرد خدا تعالیٰ نے جماعت کی اصلاح کا کام کرتا ہے اُسے طاقت بھی ایسی بخشتا ہے جو دلوں کو صاف کرنے والی ہوتی ہے اور جو اثر اس کے کلام میں ہوتا ہے وہ کسی اور کے کلام میں نہیں ہو سکتا۔" (الفضل جلد ۲۷ مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۹ء صفحہ ۹)

اسی مضمون کی وضاحت سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے اس سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر فرمائی تھی کہ خلیفۂ وقت کی ہر تقریر اور خطبہ جماعت کے ہر فرد تک پہنچنا ضروری ہے۔

اس وضاحت کے بعد نظارت ہذا جملہ امراء۔ صدر صاحبان۔ مبلغین کرام اور خطیب صاحبان جو اپنی جماعتوں میں خطیب مقرر ہوں کو توجہ دلاتی ہے کہ ان کا فرض ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ بہرحال جماعت کے سامنے پڑھا جائے اور اپنے خطبات پر حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات کو ترجیح دی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح رنگ میں حضور کے منشاء مبارک کے مطابق کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نئی دہلی ۱۵ مئی۔ ڈپٹی پردھان منتری شری مرارجی ڈیسائی لوک سبھا میں ۲۵ مئی ۱۹۶۷ء کو بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ اس میں ٹیکسوں کے ڈھانچہ کو اور ٹیکسوں کی فراہمی کے ڈھانچہ کو سادہ بنانے کے سلسلہ میں اُن کی طرف سے اہم اقدامات کئے جانے کا امکان ہے۔ جہاں تک مزید ٹیکس لگانے کا تعلق ہے ملک میں قحط کے سے حالات کے باوجود نئے ٹیکس لگیں گے کیونکہ بجٹ میں جو ۳ ارب ۳۰ کروڑ کا گھاٹا ہے اُسے پورا کرنا ہے۔ چنانچہ بچا ہوا خسارہ کروڑ روپے کے نئے ٹیکس لگائے بغیر گذارہ نہیں چلے گا۔ اور اس امر کا امکان ہے کہ عیش و عشرت کی اشیاء پر ٹیکس مزید بڑھا دیا جائے گا۔ کچھ حلقوں کی اطلاعات کے مطابق دفاعی اخراجات میں بھی کچھ کمی کرنے کے سوال پر غور ہو رہا ہے۔ مگر یہ بچت اسی صورت میں کی جائے گی کہ ہماری فوجوں کی اہلیت پر کوئی اثر نہ پڑے۔ عارضی بجٹ میں ۱۹۶۷ء کے فوجی اخراجات کے لئے ۹ ارب ۴۹ کروڑ کی رقم منظور کی گئی تھی۔ جب کہ ۱۹۶۶-۶۷ء میں ان ہی ماہ کے لئے یہ رقم ۹ ارب ۴۸ کروڑ تھی۔ جہاں تک مہنگائی کا تعلق ہے۔ اگرچہ گورنمنٹ کی طرف سے اشیاء کے نرخ کم ہونے کا کوئی امکان نہیں جس کی کئی وجوہات ہیں جن میں سے ایک چینی اور پاکستانی حملہ کیوجہ سے بار بار نہیں بھلایا جا سکتا۔

پیکنگ ۵ مئی۔ چین کے وزیراعظم مسٹر چو این لائی اور چار دوسرے چینی رہنماؤں نے یہ دھمکی دی ہے کہ اگر امریکہ نے شمالی ویت نام میں فوجیں اتاریں۔ تو چین بھی خاموش نہیں بیٹھے گا۔

نئی دہلی ۱۵ مئی۔ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اُپ پردھان منتری شری مرارجی ڈیسائی ضروری اشیاء کے نرخوں کو ایک سال کے لئے موجودہ فیکٹری گیٹ نرخوں پر منجمد کر دینے کی تجویز پر غور کر رہے ہیں۔ ان اشیاء میں کپڑا۔ سبزی دیگر خوردنی تیل۔ ہاتھ کی کھانڈ۔ بائیسکل کا غذ وغیرہ شامل ہیں۔ قیمتوں کو منجمد کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ ایک سال تک ان اشیاء کے موجودہ نرخوں میں کوئی اضافہ نہ ہو سکے گا۔

نئی دہلی ۱۵ مئی۔ کل راجدھانی میں پہلی بار کچھ لوگوں کو گھیراؤ تحریک کا تجربہ کرنے کا موقعہ ملا۔ جبکہ یونیورسٹی کے دو سو طلباء نے اسرائیل کے یوم آزادی کے سلسلہ میں ایک سفارت کی کوٹھی کو گھیر لیا۔ اور اس دن پارٹی میں شامل ہونے کے لئے مدعو کئے گئے مہمانوں کو اندر جانے سے روکنے کی کوشش کی۔ یہ پارٹی سرکردہ معززین خوشونت سنگھ کی طرف سے دی گئی تھی۔ یہ طلباء زیادہ تر عرب ممالک سے تعلق رکھتے تھے۔ اسرائیل کے خلاف اور عرب ممالک کے حق میں نعرے لگا رہے تھے اور مہمانوں پر یہ زور دے رہے تھے کہ وہ اس پارٹی میں شامل نہ ہوں۔ پولیس نے سوائے اس کے کوئی مداخلت نہیں کی کہ وہ پارٹی میں شامل ہونے کے لئے آنے والے مہمانوں کو اندر جانے میں مدد دیتے رہے اور نہ ہی کوئی گرفتاری کی گئی دو گھنٹے بعد جب یہ پارٹی ختم ہو گئی اور تمام مہمان واپس چلے گئے تو مظاہرین خود بخود منتشر ہو گئے۔ مظاہرہ کرنے والے ان طلباء میں بھارتی طلباء کے علاوہ عرب ممالک کے طلباء بھی تھے جنہوں نے کوٹھی کے اندر اس مطلب کے اشتہار بھی پھینکے جن پر لکھا تھا کہ اسرائیل سامراجیوں کا پٹھو ہے۔

قاہرہ ۱۵ مئی۔ یونائیٹڈ عرب ری پبلک کے اخبار الجمہوریہ نے یہ شائع کی ہے کہ یونائیٹڈ عرب ری پبلک سرکار نے اپنی فوجوں کو تیار رہنے کا حکم دیا ہے کیونکہ سیریا اور اسرائیل میں جنگ چھڑنے کا شدید خطرہ ہے۔ اسرائیلی فوجیں جارحانہ مقصد سے سرحدوں پر جمع ہو رہی ہیں۔